پیامِ ناصر

از حضرت میر ناصر نواب سلمہ اللہ الوہاب

یہاں آیا ہے اک بندہ خدا کا
وہ نائب ہے محمد مصطفےٰ کا
اُسے کہتے ہیں اب یہ لوگ دجال
ہوا ہے اہل دنیا کا عجب حال
مسلماں ہو گئے خود اُس کے دشمن
بنے ہیں مولوی بھی اُس کے رہزن
سناؤں تم کو کیا غم کی کہانی
ہوئے ہیں دشمن جاں یار جانی
مگر اسمیں ان کا مددگار
لگالیں زور جتنا چاہیں اشرار
اخیری فتح ہے یاں متقی کی
اکھڑ جائیگی آخر جڑ بدی کی
بدوں کو ہوگی آخرکار یاں ہار
وہ پہنیں گے گلے میں لعنتی ہار
زمانہ آگیا نصرت کا نزدیک
مگر معلوم ہے اللہ کو ٹھیک
ابھی باقی ہے کتنے روز کی ڈھیل
خدا کے ہاتھ ہے تاخیر و تعجیل
صبوری سے مدد مانگو خدا سے
گذارو زندگی تم اتقا سے
کرو نیکی کہ نیک انجام پاؤ
اگر لینا ہے کچھ ایمان لاؤ
جماعت میں ہو اس مہدی کی شامل
ملو کامل سے تا ہو جاؤ کامل
ادھر آؤ ہدایت لٹ رہی ہے
پھرو گے ہر طرف گمراہ تا کے
پیو اگر محبت کا پیالا
عداوت کے کرو تم منہ کو کالا
ملو مہدی سے تم پاؤ ہدایت
کرو اسلام کی آکر حمایت
چلو عیسیٰ کی خدمت میں چلو تم
حیات جاودانی اُن سے لو تم
دل مردہ کو دیتے ہیں جلاوہ
عجب کرتے ہیں شیشہ کو جلاوہ
سنو لوگو نہ تم بیہودہ باتیں
گذارو قادیاں میں چند راتیں
یہاں اخلاص سے تم چل کے آؤ
کوئی تم کا یہاں کچھ پھل بھی پاؤ
کرو تحقیق یاں آکر ہر اک بات
نہ تم کوتہ کرو تحقیق سے ہات
پرے بیٹھے نہ تم باتیں بناؤ
تم اس مرد خدا کے پاس آؤ
کرو ہر بات کی تحقیق تم خود
خدا نے تمکو دی ہے عقل اور بُد
بہانہ بازیوں کو چھوڑ دو تم
مہاریں اسطرف کو موڑ دو تم
رضاء حق کرو یاں آکے تحصیل
کرو حالات میں کچھ اپنے تبدیل
خدا کے فضل سے لو آکے حصہ
عداوت کا کرو تم پاک قصہ
خیال خام تم دل میں نہ لاؤ
کسی بدگو کے دھوکے میں نہ آؤ
خدا کے قہر سے ہر دم ڈرو تم
نہ اس مردار دنیا پر مرو تم
یہاں آکر کرو ایمان تازہ
کہ حاصل ہو تمھیں اک جان تازہ
پرائے وسوسے دل سے مٹاؤ
کلام اللہ پر ایمان لاؤ
رسول اللہ کے اقوال دیکھو
اور اس مہدی کے تم اعمال دیکھو
نمونہ ہے یہ احمد مجتبےٰ کا
یہ نائب ہے محمد مصطفےٰ کا
امام وقت و مہدی زماں ہے
تمھارا دھیان اے لوگو کہاں ہے
محبت سے تم اس کو آکے دیکھو
کہ تا اس کی صداقت تم پہ واہو
غرض سے پاک ہے یہ عرض میری
قسم کھاتا ہوں میں اُس ہر خدا کی
نصیحت اور محبت سے کہا ہے
یہ سچی بات ہے شاہد خدا ہے

قیمت رسالہ سراج الحق محصول

وفات مسیح میں زالی اور اچھوتی بحث ہم بڑا ثنے کم باہر نہیں جاسکتا۔ قریب ہے کہ خریدار و تکلیف دوم کے ایڈیشن کا انتظار کرنا ... سراج الحق نعمانی
... قادیان ...

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

گذشتہ اشاعت سے آگے

لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے غافل ہوجاتا ہے اور شعائر اللہ کی پروا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پروا ہو جاتا ہے اور اس شخص اور ایسی قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ چغتائی سلطنت نے جب دین سے غافل ہو کر بہائم کی سی سیرت اختیار کر لی۔ تو پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ سلطنت جو صدیوں سے چلی آتی تھی اُسکا کچھ بھی باقی نہ رہا اور ایک مشاعرہ پر اُسکا خاتمہ ہو گیا۔ پس انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کھلی اور چھپی ہوئی بدکاریاں آخر انسان پر وہ گھڑی لے آتی ہیں جس کا اُسے آسایش کے ایام میں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اسلیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف ہر وقت دل پر رہے اور اُس کی عظمت و جبروت سے ڈرتا رہے اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتا رہے اور پھر دعا کے ساتھ اُسکی توفیق مانگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے

حضرت مسیح موعودؑ اور پایونیر

(نمبر ۵)

(سلسلے کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء)

جب کہ بعض عیسائی مولفوں اور مصنفوں کی تحریریں ایسی پائی جاتی ہیں۔ تو پھر یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ہم ان ساری خطرناک تحریکوں کے ذمہ دار اور جواب دہ عیسائی واعظوں کو ہی قرار دیتے ہیں اور واقعات کی رو سے خود پایونیر کے اپنے کالموں سے ان عیسائی مشنریوں کے لیڈروں اور عیسائی پالٹیشنوں کے حوالے پھر پایونیر رقمطراز ہے کہ "ایک خطرہ ملک میں پھیلا ہوا ہے کہ مذہبی تحریک ہو رہی ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیوں سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے۔"

اس فقرہ پر ہم کو زیادہ گرفت کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم پہلے بحث کر آئے ہیں کہ یہ خیال غلط اور محض غلط ہے کہ حقیقی مذہب سے کسی قسم کا خوف و خطر ہے۔

البتہ اس پر ہم اتنا ایزاد کرنا چاہتے ہیں کہ جس مذہب میں حقوق العباد اور حقوق اللہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا گیا یا جو مذہب ان حقوق کی تشریح سے عاری اور جو بانی مذہب اپنے نمونہ کامل سے تہیدست محض ہے البتہ اس سے خطرہ ہو سکتا ہے لیکن جو مذہب کامل طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں تفریق کرتا ہے۔ اور جو اپنے اندر زندہ نمونہ عمل درآمد کا رکھتا ہے وہ تو موید امن عامہ ہے اب پولیٹیکل نگاہ سے اس سوال پر غور کرنا بیشک گورنمنٹ کا کام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ امور دنیا سے اسقدر فرصت اور فراغت نہیں رکھتی کہ وہ اس سوال پر غور کر سکے۔

ہم پایونیر کے ساتھ اس بات میں کبھی متفق نہیں ہو سکتے کہ "گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیوں سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے۔" بہت کچھ کا لفظ اس فقرہ میں قابل غور ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ کسی حد تک گورنمنٹ میں مذہبی تعصب ہے لیکن ہم افسوس سے اسکو تسلیم نہیں کر سکتے۔ بلکہ یقین ہے اور ہم اپنی گورنمنٹ کی نسبت کبھی بدظن نہیں کہ اس میں مذہبی تعصب کا کوئی بھی شائبہ ہے ہم ہر وقت تسلیم کرنے کو طیار ہیں کہ گورنمنٹ کا مذہب بحیثیت گورنمنٹ کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اس میں بالکل تعصب نہیں ہے۔

گورنمنٹ نے محض اس خیال سے مذہبی آزادی نہیں دی کہ وہ ہندو وحشی یا مسلمان سے ڈرتی ہے۔ نہیں بلکہ قیاس کیا ہے وہ سمجھتی ہے کہ مذہب کے معاملہ میں انسان فطرتاً آزاد ہے زور یا دباؤ کے ساتھ وہ کسی مذہب کو قبول نہیں کر سکتا نہ مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور علاوہ بریں ہم اس امر کے کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کرتے کہ گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی میں تعصب نہ ہونا سیاسی اغراض سے بے چارگی کا مصداق بھی ہے۔ عملی طور پر عیسائی مذہب گورنمنٹ گورنمنٹ رکھ سکتی ہی نہیں کیونکہ اگر گورنمنٹ انجیل پر عمل کرے تو اسے ملٹری ڈیپارٹمنٹ توڑ دینا پڑے اور خزانوں کی کنجیاں اوروں کے حوالے کرنی پڑیں اور کوئی انگلستان مانگے تو اسے ہندوستان بھی اس کے سپرد کر دینا چاہیے اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری نیز پیش کر دینی چاہیے جو انجیلی تعلیم اعلم ممالک کی رو سے انسب کبھی ہی نہیں اور وہ سیاسی قوانین سے عاری ہے اسلئے گورنمنٹ اگر تعصب مذہبی کرے تو اس کا نتیجہ کیا ہو؟ گورنمنٹ کا مذہبی تعصب نہ کرنا اور مذہبی پالیسی میں نیوٹرل رہنا ہی اسکے لئے سیاسی اصولوں کے ماتحت مبارک ہے ورنہ انجیل پر عمل کرتے ہوئے گورنمنٹ سب کچھ ہاتھ سے دے بیٹھے۔ ✻

اس لئے گورنمنٹ کے لئے ضروری بھی ہے کہ مذہبی تعصب سے باز رہے۔ ورنہ دنیا میں ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہو جائے۔ اور ساری محکموں کا خاتمہ ہو جائے۔

ایک خطرناک اور خونی منظر سامنے پیدا ہو۔ ایک نابکار خونی آتا ہے جسنے ایک قتل عمد اور خون ناحق کیا ہے۔ وہ ایک گرجا میں جاتا ہے جہاں ایک مشنری صاحب سیاہ جبہ اور لبادہ پہنے بیٹھے ہیں وہ اس کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خداوند یسوع پر ایمان لایا اور اپنے گناہوں کی گٹھڑی اس پر لادتا ہوں وہاں وہ بپتسمہ لیکر کرسچین کا سرٹیفکیٹ لاتا ہے اور مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتا ہے مجسٹریٹ عیسائیت کی روح اپنے اندر رکھ کر حکم دیتا ہے کہ جب خدا نے اس کو معاف کیا تو میں اس کو کیونکر سزا دے سکتا ہوں جاؤ بری۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک ڈاکوؤں کا گروہ آتا ہے جن کی سفاکیوں اور جفاکاریوں سے ایک عالم نالاں ہوتا ہے وہ ایک رومن کیتھولک چرچ میں جاتے ہیں اور وہاں سے بہشت کے لئے راہداری کا پروانہ لئے ہوئے جو کے سامنے آتے اور پروانہ پیش کرکے کہتے ہیں کہ مقدس باپ (رومن کیتھولکوں کی اصطلاح) نے ہمارے گناہ بخشدیئے اور پروانہ راہداری عطا کیا ہے مجسٹریٹ حیران ہو کر اب اس سے بڑھکر شہادت صفائی کیا ہے ان کو چھوڑ دیتا ہے۔

غرض اسطرح چور خونی۔ قطاع الطریق حرامکار اور قسم قسم کے جرائم کرنے والے کفارہ کا آسرا لیکر آتے اور رہائی پاتے ہیں۔ اور دوسری طرف دنیا میں انکے ہاتھ ذبح کئے ہوئے لاشے اور ان کے ورثا مفلس کئے ہوئے بچے اور عورتیں۔ چیخ رہی ہیں گر عیسائی مذہب اصولی طور پر عملی طریق سے چھوڑتا ہے تو بتاؤ اسکا نتیجہ کیا ہو۔ ایک میدان محشر قائم ہو جائے۔ یہ کہہ دینا آسان ہے کہ ہم عیسائی مذہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کے اصولوں کی باریکیوں اور ان کے اسرار کو نہیں سمجھتے مگر سچ یہی ہے کہ ان باتوں کا جواب کچھ نہیں ہے

غرض

ایسی صورت اور حالت میں گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی ضرور ردی ہونی چاہئے جو ہے۔ اور وہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔ اور جب کہ گورنمنٹ عملی طور پر اس طریق کو اختیار کر رہی ہے جو دنیا میں امن اور سلامتی کی روح پھونکنے والا ہے پھر اس پر نکتہ چینی فضول ہے۔

ہم کہیں گے اور ضرور کہیں گے کہ عیسائی مذہب کی اشاعت کا طریق ہی ایک خطرناک طریق ہے اور اس سے الگ ہو کر بہت کچھ مفاد اور منافع بنی نوع کو پہونچ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی ملکوں میں بہت ہی کم لوگ عیسائی ہیں۔ ورنہ اکثر ان میں سے دہریہ اور [illegible] ہیں۔

پس

گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی عیسائی مذہب کی اپنی کمزوری کی زبردست دلیل ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے لوگ اپنے مذہب پر قائم نہ رہیں اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہ سمجھیں۔ لیکن ہم یہ قبول کرنے کو ہر وقت طیار ہیں۔

کہ اگر کوئی مذہب یا ہادی مذہب دوسرے لوگوں پر ظلم کرنے یا ان کے حقوق تلف کرنے کی ہدایت کرتا ہو محض اسلئے کہ وہ اس کے ہم مذہب نہیں وہ مذہب،

ضرور خطرناک ہے۔

اور جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کسی مذہبی تحریک کو خطرناک کہنا خطرناک غلطی ہے اسقدر اظہار کرکے ہم نوٹ کے بعد خصوصیت کے ساتھ پایونیر ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور یوں رقمطراز ہیں۔

"آپ بتائیں کہ پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے۔ حالانکہ مذہب اسلام میں جو دو بڑی تحریک یا رخنہ اندازیاں ہوئیں۔ انہیں سے ایک یہی ہے۔ کل ہندوستان میں چار نئے گروہ پیدا ہوئے ہیں یعنی سکھ، [illegible] اور بنگال میں علیگڑھ والے اور برہمو سماجی دو گروہ ترقی کر رہے ہیں۔

یہ دونوں فرقے آزاد منش بے تعصب قدرت کے قائل اور گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں جو لوگ ہندوستان کی بہبودی چاہتے ہیں ان کے پریشان حال نہیں ہوتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور کس رنگ میں ہیں مدت ہوئی کہ آریہ سماج اصلاح کے لئے بمبئی میں قائم کیا گیا تھا مگر اب وہ پنجاب میں ترقی کر رہا ہے اور اپنے کمال عروج پر ہے ہم اسوقت اس کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے۔"

ان سطروں میں جو پایونیر کے کالموں میں چھپی ہیں بعض فقرے اس قابل ہیں کہ ان پر خوب غور کیا جائے اور ان کی حقیقت پر نظر ڈالی جائے۔

پایونیر پوچھتا ہے کہ "پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے؟"

ہم حیران ہیں کہ اس کا جواب ہم دیں یا خود پایونیر کا لائق ایڈیٹر۔ لیکن چونکہ پایونیر خاموش ہے اسلئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ اس مہر سکوت کو ہم ہی توڑ ڈالیں۔

اس سوال کا جواب ہم انشاء اللہ کئی پیرایوں اور رنگوں میں دینے کی کوشش کریں گے۔ پایونیر کا منشاء اس سے یہ ہے کہ اس تحریک کا بہت ہی کم علم دوسرے صوبوں میں بجز پنجاب کے ہوا ہے۔ حالانکہ اس کا علم ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ مذہب اسلام کی دو بڑی تحریکوں یا رخنہ اندازیوں میں سے اسکو ایک قرار دیتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مذہب اسلام میں ایک رخنہ اندازی کہنا تو سلسلہ عالیہ کی خطرناک لائیبل ہے۔ جو پایونیر کے کالموں میں ہوئی ہے۔ لیکن ہم اس سوال کو فی الحال چھوڑ کر [illegible] ہو سکتا جواب دینا چاہتے ہیں۔ پایونیر کی مراد اگر اس تحریک کا علم گورنمنٹ کو دینا ہے تو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ موجودہ وائسرائے ہند بذات خود اور گورنمنٹ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اگر [illegible] اور واقف ہیں۔

(باقی چھٹے نمبر میں)

لطیفہ

ہم حیران ہیں کہ مشن کا کس قدر اور دوسری پولیٹیکل انجمنیں اسقدر روپیہ ضائع کرتی ہیں اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا وہ کیوں مشنریوں سے انجیل کی تعلیم پر عمل کرانے کی درخواست نہیں کرتیں اور انجیل کے یہ مقامات پیش کرکے ان سے مطالبہ نہیں کرتیں۔ (ایڈیٹر)

استفسار اور انکے جواب

سوال اول - یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
جواب - ہرگز نہیں یہ توحید کے برخلاف ہے
سوال ۲ - جبکہ غائب اور حاضر دونوں کو خطاب کر لیتے ہیں پھر اسی میں کیا حرج ہے
جواب - دیکھو دنیا میں لوگ زندہ موجود ہیں اگر ان کو یہاں سے آواز دو تو کیا وہ کوئی جواب دیتا ہے۔ پھر بغداد میں سید عبدالقادر جیلانی کی قبر پر جاکر آواز دو تو کوئی جواب نہیں آئے گا۔ خدا تعالے تو جواب دیتا ہے جیسا فرمایا ادعونی استجب لکم مگر قبروں والوں میں سے کون جواب دیتا ہے پھر کیوں ایسا فعل کرے جو توحید کے خلاف ہو۔
سوال ۳ - جب کہ یہ لوگ زندہ ہیں پھر ان کو مردہ تو نہیں کہہ سکتے۔
جواب - زندگی ایک الگ امر ہے اسکے لئے یہ لازم نہیں کہ ہماری آواز بھی سن لیں۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ یہ لوگ خدا کے نزدیک زندہ ہیں۔ مگر ہم نہیں مان سکتے کہ ان کو سماع کی قوت بھی ہے۔ حاضر ناظر ہونا ایک الگ صفت ہے جو خدا ہی کو حاصل ہے۔ دیکھو ہم بھی زندہ ہیں مگر لاہور یا امرتسر کی آوازیں نہیں سن سکتے۔
خدا کہتا ہے کہ شہید اور اولیاء اللہ بیشک خدا کے نزدیک زندہ ہوتے ہیں مگر ان کو حاضر ناظر نہیں کہہ سکتے۔
دعاؤں کے سننے والا اور قدرت رکھنے والا فقط وہی ہے اس کو یقین کرنا ہی اسلام ہے۔ جو اسکو چھوڑتا ہے وہ اسلام کو چھوڑتا ہے۔ پھر کس قدر تعجب اور شرم کا امر ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی تو کہتے ہیں۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ابو بکر یا عمر نہیں کہتے۔ البتہ یا علی کہنے والے ان کے بھائی موجود ہیں۔ یہ شرک ہے کہ ایک شخص بلا وجہ کہا جاوے۔ جب خدا کے سوا کسی چیز کی محبت بڑھ جاتی ہے تو پھر انسان صنم و بت ہو جاتا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔
اسلام توحید کے لئے آیا ہے۔ جب توحید کے خلاف چلو گے پھر مسلمان کیسا۔ تعجب کی بات ہے کہ بزرگوں کو یہ خدا کا حصہ دار بناتے ہیں خود ان کو بھی یہ مقام توحید ہی کے ماننے سے ملا تھا اگر وہ بھی ایسے یا کہنے والے ہوتے تو ان کو یہ مقام ہرگز نہ ملتا۔ بلکہ انہوں نے خدا تعالے کی اطاعت و فرمانبرداری کی تب یہ رتبہ ان کو ملا۔ یہ لوگ شیعوں اور عیسائیوں کی طرح ایک قسم کا شرک کرتے ہیں۔

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۲۰ فروری - ایڈمرل الکسیف [illegible] کے رپورٹ آرتھر سے روانہ ہوکر ہاربن [illegible] میں پہنچ گیا ہے اگرچہ [illegible] کی یہ خبر غلط نکلی کہ ایڈمرل الکسیف کو آئندہ تک پورٹ آرتھر ہی رہنے کا حکم ملا ہے۔ (وطن)
روس اور جاپان نے امریکہ کی تجویز کے جواب میں لکھا ہے کہ ہم مانچوریا کی حدود سے باہر چین کی بیطرفی کو نگاہ رکھیں گے اور اسمیں خلل انداز ہونے کو تیار نہیں۔ صوبہ مانچوریا چونکہ میدان جنگ ہے۔ وہ مستثنے رہیگا۔ پورٹ آرتھر سے جو لوگ نکل گئے ہیں۔ اور چینی بندر چیفو میں پہنچے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ وہاں اب صرف بیس آدمی غیر روسی رہ گئے ہیں۔ تاجر اپنا مال و متاع اونے پونے داموں بیچ رہے ہیں۔ تاکہ جلد یہاں سے نکلیں۔ اس وقت جسقدر اجنبی آدمی یہاں موجود ہیں وہ یا تو جا رہے ہیں یا ان کی سخت نگرانی ہو رہی ہے۔ پورٹ آرتھر از سر نو جنگی قلعہ بن رہا ہے اور تمام مورچوں پر بھری توپیں اور گولہ انداز موجود ہیں۔ بندر ڈالنی و روسی سے تمام غیر روسیوں کو نکل جانے کا حکم ملا ہے۔ کیونکہ خوراک کا سامان کمیاب ہوتا جاتا ہے۔ جو کچھ ملتا ہے روسی حکام فوج کے لئے فوراً خرید لیتے ہیں۔
جاپانی بندر ناگاساکی سے خبر آئی ہے کہ جاپانی بیڑے نے بندر آرتھر میں روسیوں کے چار تارپیڈو شکن جہاز پکڑ لئے۔ روسی اگن بوٹ [illegible] مقیم شنگھائی کی نسبت تازہ خبر ہے کہ جاپانی قونصل مقیم شنگھائی نے پہلے مان لیا تھا کہ اگر روسی جہاز کا کپتان انکو مستول وغیرہ اتار دے اور اسے ناقابل سفر کر دے تو اسے بیشک شنگھائی میں رہنے دیا جاوے۔ چینی حکومت نے کپتان کو کہا اور اس نے تعمیل کر دی تعمیل ہو چکی تو اب جاپانی قونصل کہتا ہے کہ نہیں چین کی بیطرفی تبھی قائم رہ سکتی ہے کہ اس روسی جہاز کو باہر نکال دیا جائے۔ خواہ وہ کس حالت میں ہو۔
جاپان و فرانس - جاپان نے فرانس کو ایک پر تمکنت مراسلہ بھیجا ہے جس میں افسوس ظاہر کیا ہے کہ فرانس نے قانون ملکی کے صریح برخلاف کیا ہے۔ روسی بیڑہ کو جیبوتی میں ٹھیرنے دیا۔ اور روس کو اجازت دی کہ وہ جیبوتی کو ایک طرح سے روسی بحری مرکز اور قاعدہ الجیش بنا لے۔
ٹائمز کا نامہ نگار روس سے لکھتا ہے کہ روس کہیں دو مہینوں میں جاکر مشرق اقصی میں مستعد فوج جمع کریگا۔ جو جاپان پر غالب آنے کے قابل ہو سکے۔
جاپانی قونصل مقیم بمبئی کو تار آیا ہے کہ ولاڈی ووستاک کے روسی بیڑے نے جہاز [illegible] کو جو جزیرہ جاپان کے شمالی حصہ میں [illegible] کے نزدیک غرق کیا تھا۔ اس کے تمام ملاح اور مسافر سوائے دو کے روسی جہازوں نے غرق ہونے سے بچائے تھے۔ اور ان کو ولاڈی ووستاک لے گئے تھے جہاں سے وہ ایک جرمن سٹیمر پر ۹ فروری کو ناگاساکی پہنچ گئے۔
جدید خرید کردہ جنگی جہازات کسوگا اور نشن کے انگریز کپتانوں کو شاہ جاپان نے خاص طور پر اپنی طرف سے بخشش اور دیگر بیش قیمت تحائف کے علاوہ ان کو طبقہ خورشید طالع کے نشان عطا فرمائے۔ یہ دونوں جہاز اٹلی کے بندرگاہ جینوا سے انگریز افسروں اور ملاحوں نے جاپان پہنچائے چند جاپانی بحری افسر جو لنڈن کے جاپانی سفارت خانہ سے اٹلی بھیجے گئے تھے۔ ان پر موجود تھے۔ مگر جہازوں کا کل اہتمام انگریزوں کے ہی ہاتھ رہا تھا۔ (وطن)
روس نے کل طاقتوں کو مراسلہ بھیجکر رسمی جاپان پر الزام لگایا ہے۔ کہ اس نے چیمفو اور پورٹ آرتھر کے معرکوں میں قانون ملکی کی بالکل خلاف ورزی کی ہے قانون ملکی یا قانون بین الاقوام سے جسے انگریزی میں انٹرنیشنل لا کہتے ہیں۔ وہ ضوابط و قواعد مراد ہیں جن کو دنیا کے تمام مہذب ممالک کے اعلے مقنن امن اور جنگ دونوں صورتوں میں سلطنتوں اور قوموں کے باہمی سلوک اور برتاؤ کے متعلق بکثرت رائے وضع کر چکے ہیں اگر کوئی سلطنت ان کی خلاف ورزی کرے تو اسے معمولی مجرم کی طرح تو کوئی سزا نہیں دے سکتا۔ مگر دوسری سلطنتیں باہمی [illegible] اظہار ملامت کر سکتی ہیں۔ اور جو طاقتیں خلاف ورزی کرنے والے فریق سے پہلے ہی کچھ کینہ رکھتی ہوں۔ وہ ایسی خلاف ورزی کو جنگ کا بہانہ بھی بنا سکتی ہیں۔ (وطن)
اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ روسی بیڑہ [illegible] جو فرانسیسی بندر جیبوتی میں مقیم تھا۔ اور ایڈمرل وائرنس کے زیر کمان ہے یورپ واپس آنے کا حکم دیا گیا ہے۔
لنڈن ۲۴ فروری - جاپانی فوج - ٹائمز کا نامہ نگار [illegible] سے تار دیتا ہے کہ تین جاپانی ڈویژن چلفو میں اتر چکے ہیں۔ یہ فوج ایسے سلیقہ اور حسن انتظام کے ساتھ جہازوں سے خشکی پر اتری کہ انگریز افسر بھی عش عش کرتے تھے۔ دریائے یالو اور پنگ یانگ کا درمیانی علاقہ جنگی لحاظ سے نہایت اہمیت رکھتا ہے اور دونوں فریق اس امر سے خوب آگاہ ہیں۔ خیال ہو کہ یہ ڈویژن چلفو سے شمال کو بڑھ جاویں۔ جہازوں پر فوج کو مع لوازمات و سامان کے سوار کرنا اور پھر اتارنا آسان کام نہیں اس میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ اور عموماً بہت سے جانور اور سامان ضائع ہو جاتے ہیں۔ (وطن)
نوٹ - سویڈن ہسپانیہ اور پرتگال کی فوجی تیاریوں کی کل والی خبر سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہوگا کہ یورپ کو عالمگیر جنگ کا خوف ہو رہا ہے۔ سویڈن روس کا ہمسایہ ہے اور اسکی تشویش جیسا کہ سمجھا گیا ہے ہو سکتی ہے۔ مگر ہسپانیہ و پرتگال کو کیا دخل اور بجز [illegible] کناری کا مشرق و مغرب سے کیا واسطہ۔ اسی طرح پرتگال کا حقیر جہاز واسکوڈیگاما [illegible] وہ جنگی پرتگال کا کلان ترین جہاز ہے مگر درحقیقت ایک معمولی اگن بوٹ ہے یا وہ وقعت نہیں رکھتا جو پندرہ ہزار ٹن کے جہازوں کی جہاں گنجائش ہو - تو ان اسباب کی کیا بساط اور کیا اثر ہو سکتا ہے۔ (وطن)
بمبئی - ۲۳ فروری - بمبئی میں تار پہنچا ہے کہ ایک روسی کروزر اور تین تارپیڈو کشتیاں جنوب رو جیبوتی کی طرف جاتے ہوئے جزیرہ پیرم (مقبوضہ انگلستان ہے متصل جیبوتی بنائے باب المندب کو افریقی ساحل کے قریب واقع ہے۔ وطن) کے پاس سے گذرے جیبوتی میں اس وقت حسب ذیل روسی جہاز ہیں۔ ایک [illegible] جہاز تین کروزر۔ ایک تارپیڈو و اگن بوٹ۔ گیارہ تارپیڈو شکن ایک بار برداری کا جہاز جسپر [illegible] اور ایک کوئلے کے ذخیرہ کا جہاز۔
(خواہ مخواہ) جنوبی امریکہ کی ریاست وینیزویلا کے ساتھ انگلستان فرانس جرمنی وغیرہ کا جو تنازعہ قرضوں کے متعلق پچھلے دنوں ہوا تھا۔ وہ ثالثی کے لئے ہاگ (واقعہ ہالینڈ) کی مجلس ثالثان عالم کے سپرد ہوا تھا اس مجلس میں تمام مہذب سلطنتوں کے نائب شامل ہیں۔ روسی وزیر خارجہ کونٹ موراویف اسکا صدر انجمن ہے۔ (صدارت میعادی ہے اور بدلتی رہتی ہے وطن) اس نے بحیثیت پریذیڈنٹ اس تنازعہ کا جو فیصلہ دیا ہے۔ اس میں خواہ مخواہ جاپان کے [illegible] مانچوریا وغیرہ کا بھی بعبارت تمام ذکر کیا ہے۔ بجا طور جاپانی نائب نے اسپر اعتراض کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وینیزویلا سے اس معاملہ کا کیا تعلق۔ ان الفاظ کو نکال دینا چاہئے۔ نائب نے اپنی حکومت سے بھی استصواب کیا ہے۔
انگریزی حکومت نے جنرل نکلسن اور کرنیل [illegible] کے علاوہ جو روسی فوج کے ہمراہ ملٹری اتاشی رہیں گے بارہ اور افسر ہر قسم کی فوج کے منتخب کرکے جاپانی فوج کے مختلف دستوں کے ہمراہ رہنے کیلئے بھیجے ہیں۔ یہ سب افسر جنرل نکلسن کے ماتحت رہیں گے۔ اور ان کی حسب ہدایات کاربند ہوں گے (ایسے اتاشیوں کے بھیجنے کی غرض و غایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ وطن)
روسی بیڑہ [illegible] کو حکم ملا ہے کہ وہ بار برداری کے جہازات کو جنپر فوج سوار ہے۔ اور وہ ابھی راستہ میں ہی بحیرہ قلزم کے قریب ہیں۔ یورپ میں روس کو واپس ساتھ لیتا آوے۔ انگریزی جہاز مقیم چلفو پر [illegible] جو ہو گئے تھے۔ وہ جزیرہ سیلون بھیجے گئے ہیں۔ اور مقام [illegible] میں رکھے جائیں گے۔ (جہاں بوئر قیدیوں کا کیمپ تھا)
جاپانی افسروں کو [illegible] شمالی مانچوریا کے دریا سنگری کے ریل کے پل اڑا دینے کے اقدام میں جو تین جاپانی [illegible] بھیس میں گرفتار ہوئے تھے۔ کورٹ مارشل میں ان کی نسبت ثابت ہوا کہ ان میں ایک جاپانی [illegible] کا کرنیل تھا۔ ایک بحری فوج کے تارپیڈو بیڑہ میں لفٹننٹ اور دوسرا [illegible] کا عہدہ رکھتا تھا۔ ان لوگوں کو فوراً پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ دیگر حالات کے [illegible] کوشش کر رہے ہیں کہ جنوبی مانچوریا کے مقام [illegible] میدان جنگ

سپاہی شاذ صورتون مین گھوڑے پر ہی سوار رہ کر سفر کرتے ہین۔ اس کے برعکس ڈریگون (؟) در حقیقت پیدل فوج کے سپاہی ہوتے ہیں۔ اصل پیدل فوج کی سی ہی مشق و قواعد جانتے ہین۔ ان کو گھوڑون پر اسلئے سوار کیا جاتا ہے کہ وہ جلد مقام مقصود تک پہنچ جائین۔ جہان پہونچکر وہ عموماً گھوڑون سے نیچے اُتر کر دشمن پر آتش باری کرتے اور اس سے لڑتے ہین گھوڑے پر چڑھے ہونے کی وجہ کو وہ بصورت ناکامی بہ نسبتاً بہت جلد اور آسانی سے ہو سکتے ہین۔ (وطن) آخر مین جنرل ہلش (؟) نے بیان کیا کہ یہ رائے قائم کرنا سہل اور مشنون (؟) کا کام نہین کہ کون فریق غالب آئے گا۔ اس کے لئے بہت سے امور پر غور کرنا ضروری ہے۔

چینی کیمپین۔ پیکن مین مشہور ہے کہ چینی حکومت [illegible] افسرون کو مانچوریا بھیجنے والی ہے۔ باکسر دسی آگ جس نے جنوری سنہ ۱۹۰۰ء میں اجنبیون کا قتل عام شروع کر کے دول کو پیکن پر حملہ کرنے پر مجبور کیا تھا۔ ایک نیم مخفی جماعت کے افراد مین جو اجنبیون سے بیدخل کرنے کی مشترک غرض رکھتے ہیں اور چینی حکومت کے ہی ایما سے ان کی بنا قائم اور کارروائی شروع ہوئی تھی۔ (وطن)

جاپانی کوریا مین بہت سے مقامون پر فوجیں جمع کر رہے ہیں جہان سے پیشقدمی کر کے وہ ان روسی بنادر پر جو دریا یالو کے کنارہ مین حملہ کرین گے جاپانی حکومت نے اپنی فوج کے پہلے آرمی کور کی کمان پر جنرل بیرن کوروکی کو مقرر کیا ہے۔

لندن ۲۶ جنوری۔ روسی مانچورین ریلوے لائن کی حفاظت بڑی احتیاط سے کر رہے ہین۔ میل میل کے فاصلہ پر ایک بلند مینار بنا ہوا ہے اور ہر ایک مین ۲۰ کاسک موجود ہیں۔

روسی پسپائی۔ کوریا مین اس وقت کل ایک ہزار روسی سپاہ ہے جون جون جاپانی فوج آگے بڑھتی جاتی ہے۔ توں توں روسی دریا یالو کو پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ جاپانیون کا بیان ہے کہ مانچورین لائن کے پل سنگری پر تین جاپانی افسرون کو پھانسی ملنے کی خبر غلط ہو۔ کیونکہ روسیون نے ان کے جو نام مشتہر کئے ہین وہ جاپانی افسران سینہ سٹاف میں کسی کے نہین۔ خبر ہے کہ ایک جاپانی بیڑہ جنگی جہازون کا روسی بندر ولاڈی ووسٹاک کو ہی گیا ہے۔ جاپانیون نے جمعرات کی رات کو پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا مگر ناکام رہے۔

سنگاپور ۲۶ فروری۔ **امریکن قونصل پر چابک برسے۔** جنوبی مانچوریا کے بندر نیوچوانگ کے امریکن قونصل کو ایک کاسک (روسی سوار) نے چابکون سے سخت پیٹا۔ اس سے کل قونصلون اور مغربی باشندون مین سخت جوش پھیل گیا۔ مگر روسی حکام نے اس حرکت کی جلد معافی مانگ لی (یہ نہین بتایا گیا کہ کاسک نے کیون ایسا کیا تھا۔ اور کہ کیا امریکن حکومت نے معافی مان لی ہے۔ وطن)

لندن ۲۶ فروری۔ ایک روسی تارپیڈو شکن جہاز نے بحیرہ قلزم مین سوموار کی رات کو پھر ایک انگریزی تجارتی جہاز موسومہ سومبالہ (؟) کو روکا اور ایک روسی افسر نے جہاز پر جا کر تحقیقات کی کہ آیا یہ واقعی انگریزی جہاز ہے۔

جاپانی سفیر مقیم لندن کو ٹوکیو سے سرکاری طور پر خبر آئی ہے کہ ۲۴ فروری کی رات کو جس غرض سے جاپانی بیڑہ نے پورٹ آرتھر پر حملہ کیا وہ پوری ہو گئی۔ اس نے بندر کے دہانہ مین (معمولی جہاز غرق کر کے) اسے بند کر دیا ہے۔ یہ خبر ایڈمرل ٹوگو کی طرف سے نہیں آئی۔ مگر اس کی صداقت میں شبہ نہیں۔ (اگر یہ سچ ہے تو جب تک روسی غرق شدہ جہازون کو بارود سے اڑا کر دہانہ صاف نہ کرین گے ان کا بیڑہ بندر مین مقید رہیگا غرق شدہ جہاز کو اڑا کر راستہ صاف کرنا سہل کام نہ ہوگا کم از کم پانچ چھ دن لے گا جس عرصہ مین جاپانی بیفکر ہو کر باربرداری کے جہازون پر لگاتار فوج خلیج لاؤتنگ کو بھیج سکیں گے۔ وطن)

مشرق قطبی کے انگریزی بیڑہ کے سپہ سالار نے جو روسی پناہ گزین یا اسیران جنگ جزیرہ سیلون کو بھیجے ہین۔ وہ ۵ مارچ کو وہان پہنچین گے ان کی تعداد حسب ذیل ہے۔ اعلیٰ افسر دو ادنی افسر ۲۷ معمولی ملاح وگنر ۶۲۷ (؟) جس جہاز پر وہ بھیجے گئے ہین اس پر تین انگریز افسر اور ۵۰ بحری سپاہی بطور حفاظت سوار ہیں۔ ایک روسی کروزر ۲۴ فروری کو ولاڈی ووسٹاک سے بحیرہ اسود کے بندر اوڈیسہ کو روانہ ہوا تھا۔ آج اسے اب تک عدن پہنچ جانا چاہئے تھا مگر اس کا کچھ پتہ نہیں

بلقان۔ ۲۶ فروری۔ ترکی اور بلگیریا مین قیام امن کے متعلق جو نامہ و پیام ہو رہا ہے اس کا انداز اطمینان بخش ہے۔ فریقین نے ایک دوسرے کی بہت سی باتین مان لی ہین اور اب اس تجویز پر غور ہو رہا ہے کہ ترکی اور بلگیریا دونون ایک ہی وقت مجتمع شدہ افواج کو واپس کرنا شروع کر دین۔

موجودہ انگریزی وزارت کی حالت نازک ہوتی جاتی ہے۔ ۲۴ فروری کو پارلیمنٹ میں ایک معاملہ مین رائے لی گئی۔ اگرچہ گورنمنٹ ہی کے حق مین فیصلہ ہوا۔ لیکن صرف ۴۶ رایون کی کثرت سے۔

نیویارک (امریکہ کے سب سے بڑے شہر) کا آباد ترین حصہ اچھی طرح جل رہا ہے۔ کئی بڑے بڑے مکان آگ کو پھیلنے سے روکنے کے لئے بارود سے اڑائے جا رہے ہیں۔ بعد کی خبر کہ کل تین ایکڑ رقبہ پر مکان جلے۔

لندن ۲۷ فروری۔ جاپانی حملہ۔ روسی حکومت نے سرکاری طور پر بیان کیا ہے کہ جاپانیون نے ۲۵ فروری کو بوقت ۱۱ بجے دوپہر تمام پورٹ آرتھر پر تین روسی کروزرون پر حملہ کیا۔ فریقین کے بیڑون اور خشکی کے قلعون کی باہم آدھ گھنٹہ تک گولہ باری ہوئی مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

جاپانیون کا خیال ہے کہ پورٹ آرتھر کا کچھ دہانہ رک گیا ہے (جاپانی جن جہازون کو وہان غرق کرنے کیلئے لگئے تھے۔ مگر بقول روسیان وہ دہانہ سے دور ہی روسی گولون سے غرق ہو گئے۔ وہ پرانے اور ناکارہ تھے۔ وطن)

کوریا نے اپنے بندر ویجو (؟) مین ممالک غیر کو تجارت کی اجازت دیدی ہے (یہ خبر چھ سات دن ہوئے پہلے بھی آ گئی ہے۔ راقم شاید اسوقت پلنگ میں تھا اور اسے یاد نہ رہا کہ پہلے بھی یہ خبر بھیج چکا ہون۔ وطن) کوریا جاپان کے ساتھ مل گئی ہے۔ کوری سپاہ جاپانی سپاہ کے ساتھ میدان جنگ مین روسیون کا مقابلہ کرے گی۔

جاپانیون کے جوش حب الوطنی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جاپانی حکومت کو مصارف جنگ کیلئے چارون طرف سے لگاتار روپیہ چلا آ رہا ہے۔ جاپانی مرد و زن نشہ حب وطن مین سرشار ہیں۔ وہ صرف زبانی جوش و خروش نہیں دکھاتے۔ بلکہ عملی حب الوطنی عورتین بلا تمیز امیر و غریب اپنے زیورات چندہ مین دے رہی ہین اور امرا جن کے ہان جاگیرداری کے زمانہ کے دفینے اور خزینے چلے آتے ہیں۔ قوم کی ضرورت کے لئے ان کو نکال کر بلا تامل سرکار کے حوالہ کر رہے ہین۔

جاپانیون نے ۲۴ فروری کے حملہ مین چند جہاز غرق کر کے پورٹ آرتھر کے دہانہ کو بند کرنے کی جو کوشش کی۔ وہ بعینہ اس کوشش کی نقل ہے جو ۹۸-۱۸۹۸ء (؟) محاربہ امریکہ و ہسپانیہ مین امریکن امیر البحر نے جزیرہ کیوبا کے مشہور مقام سنتیاگو کے بندر مین ہسپانی بیڑہ کو محبوس کرنے کیلئے کی تھی۔

متضاد روایات۔ پورٹ آرتھر کے اقدام کے متعلق فریقین کے بیانات مجمل اور متناقض ہیں تاہم یہ صاف ہے کہ بندر کا دہانہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ روسی کروزر اور تارپیڈو کشتیان ۲۴ فروری کے بعد بھی برابر بندر سے باہر آتی اور اندر جاتی دکھائی جا رہی ہیں۔ کل بمقام پورٹ آرتھر فریقین میں دو خفیف بحری معرکے ہوئے۔ آپس مین گتھے نہیں۔ دور سے زور شور سے گولہ باری ہوئی جسکا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ البتہ فریقین میں سے ہر ایک کا دعوے ہے کہ اس نے دشمن کی ایک دو تارپیڈو کشتیان غرق کر دین۔ جاپان کا اس چھیڑ چھاڑ سے غالباً یہ مطلب ہے کہ روسی بیڑہ کو اسطرح مشغول رکھکر اپنے ٹرانسپورٹ جہازون کو بعافیت مقامات مطلوبہ تک پہنچا دے۔

کوریا نے بروئے معاہدہ اپنے ملک کی حفاظت کا تمام انتظام جاپان کے سپرد کر دیا ہے اور کسی اور سلطنت سے معاہدہ نہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ ایک روسی جنگی جہاز نے پیر ایک دخانی جہاز [illegible] کی بحیرہ قلزم مین تلاشی لی (روسیون کی یہ کارروائی فضول اور بے وجہ نہین کیونکہ جاپانی سٹیمر ابھی بحیرہ روم اور انگلستان کے بنادر پر موجود ہین۔ انہین چند نے انگریزی حکومت سے التجا کی کہ انکو انگریزی جھنڈا نصب کرنے کی اجازت دیجائے۔ جواب ملا کہ جب تک کوئی جہاز انگریزی رعایا کی ملکیت نہ ہو ایسی اجازت نہیں ملسکتی۔ وطن)

تازہ خبرین

جنگ روس و جاپان۔ (لندن ۳ مارچ)

روسی تارپیڈو کشتیون کی واپسی:- روسی تارپیڈو کشتیان جو پورٹ سے [illegible] روانہ ہوئی تھیں موسم کے خراب ہونے کے سبب پورٹ کو واپس آ گئی ہیں۔ جاپانی بندر آرتھر سے چلے گئے:- بندر آرتھر کے ایک سرکاری پیغام تار مورخہ ۲ ماہ حال سے واضح ہوتا ہے کہ یکم فروری کو جاپانی پورٹ آرتھر مین نہیں دیکھے گئے۔ روسی کروزرون اور تباہ کن جہازون نے ساٹھ میل کے دائرہ مین ان کی تلاش کی ہے مگر ان کا کہین نشان تک نہیں ملا۔

برٹش افواج کی حرکت:- بیان ہے کہ ۲۰۰۰ [illegible] کو جاری ہیں جو خیال کیا جاتا ہے بوقت ضرورت چین کو جائیں گے۔ نیوچوانگ پر جاپانیون کا قبضہ:- جنرل [illegible] رپورٹ کی ہے کہ ۲ ماہ حال کو ۱۰۰۰ جاپانیون کے دستہ نے ۳۰۰ سوارون کو نیوچوانگ پر قبضہ کر لیا۔ جو قلعہ بند شہر ہے۔ اور سمندر سے انہین ہر روز کمک پہنچتی رہتی ہے [illegible]۔ اسی تار مین یہ بھی لکھا ہے کہ ۵۰۰۰ جاپانی توپخانہ کے بغیر [illegible] (شمال مشرقی کوریا) مین اتارے گئے ہین۔ اور خشکی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

انتنگ میں روسی تیاریان:- رویٹر کا نامہ نگار سیول تار دیتا ہے کہ روسی جاپانیون کو دریائے یالو کا راستہ روکنے کیلئے انتنگ میں ایک قلعہ [illegible] تعمیر کر رہے ہیں۔ جاپانیون کی حرکت بندر آرتھر کی طرف:- جاپانی [illegible] میں نہیں بلکہ [illegible] ہیں اور جنوبی منچوریا اور بندر آرتھر مین [illegible] کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ پورٹ آرتھر کے متعلق افواہیں:-

(لندن ۳ مارچ) جاپانی لیوتنگ پر فوجیں اتار رہے ہیں تاکہ دو ہفتہ کے عرصہ مین خشکی پر بڑھکر بندر آرتھر کا محاصرہ کرین۔ نیویارک ہیرالڈ کا نامہ نگار پیرس ایک سینٹ پیٹرزبرگ کی خبر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ہمارے جہاز دو ہفتے کے بعد دشمن بندر آرتھر سے چلا جائیگا۔

داخلہ بندر آرتھر کو بند کرنے کا اثر:- داخلہ بندر آرتھر کو بند کرنے سے سخت مصیبتیں اور تکلیفیں پیدا ہو گئی ہین۔ اور منچوریا فاقون مر رہا ہے۔ ولیڈیواسٹاک میں غلہ وغیرہ کی قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں۔ اہل چیفو کی حالت بھی نہایت نازک ہو رہی ہے۔ فاقہ پر فاقے اٹھانے والے پناہ گزین وہان کثرت سے جمع ہو رہے ہین۔

ایک افواہ کی تردید:- (کلکتہ ۳ مارچ) کلکتہ کے اخبارات مین ذیل کا بیان شائع ہوا ہے۔ ہمیں [illegible] طور سے اطلاع ملی ہے کہ سنگاپور کی یہ تار خبر بالکل غلط ہے کہ روس و چین کے جنگ واقع ولیڈیواسٹاک نے روپیہ کی ادائیگی ملتوی کر دی ہے۔

ایک طویل سفر:- (الٰہ آباد ۳ مارچ) بحری محقق اندازہ لگاتے مین کہ بالٹک کا بیڑہ جہازات چار ماہ کے پہلے بندر آرتھر مین نہیں پہنچ سکتا۔

جاپانی جہازون کی مرمت:- (بمبئی ۳ مارچ) اخبار سٹریٹ ٹائمز کا ایک معتبر نامہ نگار تار دیتا ہے کہ جاپانی [illegible] کروزر جنہون نے بندر آرتھر پر ۹ فروری کو حملہ کیا تھا مرمت کیلئے سسیبو بھیجے گئے ہیں۔

مراسلت

ذیل میں ہم اپنے مکرم معظم بھائی **مولوی نذر علی صاحب پشاوری** کی ایک چٹھی شائع کرتے ہیں جو اُمید ہے سید **علی حائری** صاحب لاہوری کی توجہ اپنی طرف کرا سکے گی + **شیعہ** مذہب کی تردید سے مذاق رکھنے والے ان لطائف کو دلچسپی سے پڑھیں گے - (ایڈیٹر)

رجعت شیعہ پر چند لطائف
اور
لاہوری مولوی سے استفسار

ریفارمر شیعہ لکھتا ہے۔

(۱) محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء ؑ و جمیع حضرات آئمہ اور محض مومن اور محض کافر یوم الرجعت میں جسکو قیامت صغریٰ بھی کہتے ہیں زندہ ہوں گے اور اسروز امام مہدی صاحب ظاہر ہوں گے (غایۃ المقصود جلد اول صفحہ ۱)

(۲) امام مہدی کے ظہور پر سب آئمہ زمانہ واحد میں رجوع کرینگے بلکہ مقدم و مؤخر مطابق ترتیب امامت ظاہر ہوں گے اس نحو پر جیسے بترتیب ایام امامت ہے یعنی پہلے علی مرتضیٰ پھر حسن پھر حسین علیٰ ہذا آخر تک (غایت المقصود صفحہ ۱۹۱ و صفحہ ۱۹۰)

(۳) امام مہدی صاحب اپنے مرنے پر امام حسین علیہ السلام کو چارج دینگے اور اپنی مہر بھی اور امام حسین انکو غسل اور کفن دینگے۔ غایت صفحہ ۱۹۹ و ۱۹۰ گویا علی مرتضیٰ اور امام حسن درمیان سے حذف اور رعایت ترتیب بھی ساقط۔ کجا زمانہ واحد کجا قید ترتیب کجا یہ بے ترتیبی - فتدبر -

اب **سوال یہ ہے** کہ ہر سہ اقوال متلفہ میں صحیح قول کونسا ہے اور مولوی صاحب نے حدیث کی سند سے ہر ایک قول کو امام معصوم سے منسوب کیا ہے - پھر کیا اذا تعارضا تساقطا کے قاعدہ مسلمہ سے ہر سہ قول قابل رد نہیں۔

مولانا صاحب اسی کمال اور بضاعۃ علمی کے گھمنڈ پر حضرت امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہیں - جس مذہب کی احادیث اور رواۃ ثقات اور آئمہ علماء کے اقوال میں تناقض کا یہ عالم ہو جو مولوی صاحب کی دس سطری عبارۃ میں ظاہر ہے پھر ایسے علماء سے مخاطبہ تضیع اوقات ہے - مولوی صاحب! آپنے تو شیعوں کا لتھایا تار و پود بھی ادھیڑ دیا ہے اور اپنے مذہب کے اُپر پردہ دری کرکے اُس پر خط نسخ کھینچ دیا -

شعر

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

یہ نتیجہ تو خود وارے عرض ہوا - اب چند سوال باقی ہیں

چند سوال

سوال اوّل - شیعوں کے امام مہدی صاحب امام زمان ہیں - جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء اور آئمہ اور مومنین رجعت میں زندہ ہوں گے تو امام زمان کی پیروی کرینگے یا رسول خدا کی یا علی مرتضیٰ کی مقتدا کون ہوگا

صورت اول

اگر کہو سب بزرگوار امام زمان مہدی صاحب ہی کی پیروی کرینگے اور احکام قضایا اور حدود و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ مہدی کے متعلق ہوگا جیسا کہ صفحہ ۱ غایۃ المقصود میں درج ہے + اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ یازدہ گانہ ماتحتی میں کام کرینگے تو یہ بدیہی البطلان ہے - اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم + وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (سورۃ النساء) رسول کی موجودگی جب امام کے اتباع اور نائب کے ہوتے نائب کی تابعداری خلاف شرع اور عقل ہے پھر رسول بھی وہ رسول جو امام الرسل ہو - مطابق شیعہ کی تفاسیر کے اولی الامر کا درجہ تیسرے نمبر پر رکھا گیا ہے جو تابع اطاعت رسول ہے ایسا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تینوں امام موجود تھے علی مرتضیٰ امام حسن امام حسین مگر امام اکمل کے ہوتے کوئی مدعی امامت و خلافت نہ ہوسکا اور یہی تعریف ہمارے خصم کو بھی مسلم ہے (دیکھو صفحہ ۵ و ۶ غایت جلد اول)

صورت دوم

(۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام اکمل موجود ہوں گے اور سب آئمہ مع امام مہدی صاحب انھیں کے تابع ہوں گے تو امام مہدی صاحب کو امام زمان تسلیم کرنا اور اُسکے ظہور کا اس قدر انتظار کرکے خوشی منانا فضول اور عبث ہے بلکہ شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام زمان تسلیم کریں اور انھیں کی آمد ثانی کے منتظر رہیں ایسے پیشوا اور مقتدا کے ہوتے کوئی امام کیا بلکہ کوئی نبی بھی قابل اقتدا نہیں ہوسکتا فافہم۔

(۲) دوسرا نقص و اعتراض یہ ہے کہ اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور رجعت میں تسلیم کیا جاوے تو مولوی لاہوری کی وہ تعریف جو غایۃ المقصود صفحہ ۳ پر زیر لفظ امام اُسنے کی ہے غلط ہوگی وہو ہذا۔

(امامت عبارت است از خلافت شخصی از اشخاص از جناب خداوند متعال بہ نیابت رسول مختار از برائے بجا آوردن و قائم ساختن قواعد شریعت و حفاظت حلقہ ملت بنحویکہ اتباع و پیروی آن شخص و انقیاد وی بر تمام اُمت واجب باشد و امام در لغت بمعنی مقصود و مقتدا راست و در شریعۃ عبارۃ است از ریاست عامۃ ناس من اللہ در عامۂ امور دین و دنیا الخ (صفحہ ۳ غایۃ)

پس بموجودگی رسول اللہ امام اکمل کسی دوسرے کی اتباع واجب نہیں - اور نہ وہ امام نائب اللہ یا خلیفۃ الرسول کہلا سکتا ہے اور نہ وہ مقتدا ہوسکتا ہے

(۳) مطابق تعریف مولوی صاحب امام زمان کی پیروی اُمت پر واجب ہے تو جناب آپ اور باقی آئمہ یازدہ گانہ جو مفہوم اُمت میں شامل ہیں رجعت میں مہدی کے تابع ہونگے گویا امام مہدی صاحب اپنے جد اعلیٰ اور اپنے دیگر آباؤ طاہرین کی بھی اولی الامر اور متبوع اور امام اور مقتدا ہوئے اور اسی کے ضمن میں مولوی صاحب کا وہ کلیہ فاضل اور مفضول کا ہے اُسکے اپنے قول سے باطل ہوا جسکے ذریعہ امام فخر الدین وغیرہ علماء پر اسنے خشک منطق کے رنگ میں جرح کی تھی - فتدبر

(۴) جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود رجعت میں موجود ہوں گے تو حدیث من لم یعرف امام زمانہ الخ کیا سمجھو گے اور امام زمان کس درد کی دوا ہوگا اور امامت جو اصول دین شیعہ سے ہے بیہودہ اور عبث ثابت ہوگی - کیونکہ ہر زمانہ بیہرت ہوگا۔

(۵) والامامۃ خلافۃ اللہ عز و جل و خلافۃ الرسول و مقام امیر المومنین والامامۃ زمام الدین و نظام المسلمین و صلاح الدنیا و عز المومنین والامامۃ راس الاسلام الخ (صفحہ ۱ غایۃ)

القصہ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خود موجود ہوئے تو یہ تعریف بھی باطل ہوئی کیونکہ خلافت و نیابت رسول کی غیر حاضری میں یا اُس کے بعد ہوتی ہے نہ اُنکی موجودگی میں بلکہ اُس کی موجودگی میں خلیفۃ اللہ اور امام زمان اور مقتدا وہ خود ہی ہوتا ہے نہ اُسکا غیر پس امام زمان صاحب آپ کے نہ خلیفۃ اللہ ہوئے اور نہ خلیفۃ الرسول نہ مقتدا اور نہ امام بلکہ وہم اور گمان

سوال دوم - اگر قریب زمانہ ظہور امام میں ایک شیعہ مر گیا ہو اور اُسکا ورثہ بین الورثاء تقسیم ہو چکا ہو پھر وہی شخص یوم الرجعت میں زندہ کیا جاوے تو وارث متفقہ کے نسبت شرع محمدی میں کیا حکم ہے کیا متوفی جو زندہ کیا گیا ورثاء سے اپنا مال واپس لیگا اور اس قسم میراث کا حکم قرآن میں کسجگہ درج ہے۔

سوال سوم - اگر متوفی کی زوجہ کسی دوسرے شیعہ نے نکاح کر لیا ہو تو متوفی کی واپسی پر عورت کس کی ہوگی پہلے اصلی شوہر کی یا دوسرے کی مرافعہ شرعی پر قرآنی فیصلہ کیا ہے۔

غرضکہ ایک بیہودہ مسئلہ کے ماننے پر لاتعداد مو ضرعات سے ہو تو از نقص میراث میں اولاد تنازع وغیرہ میں پیش آتے ہیں جس کا فیصلہ اس قرآن کریم اور فرقان حمید میں مذکور نہیں۔ البتہ مصحف فاطمہ اور علی کے قرآن میں جو امام مہدی صاحب غار سرمن رای میں ساتھ لے گئے ہیں لکھا ہو تو عجب نہیں - ہاں یاد آگیا ایک اور صحیفہ بھی ہے وہی صحیفۃ طولہا سبعون ذراعا فیہا جمیع ما یحتاج الیہ ولد آدم - دیگر مصحف صحیفۃ فیہا اسمائکم و اسماء آبائکم - اور وہ صحیفہ ستر گز لمبا اونٹ کی ران کے برابر موٹا ہے اور یہ تینوں مع اوراق والا قرآن اور جفر جامع ہے امام صاحب کے پاس ہیں (اصول کافی صفحہ ۱۴۲ فقط)

خاکسار نذر علی از پشاور۔

ہم اور ہمارے ناظرین

جو بزرگ الحکم کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں کام کر رہے ہیں اللہ تعالے انکو جزائے خیر دے اور انکی ہمتوں میں برکت دے۔ آمین - قومی کام ہو یا ذاتی جب تک قومی قوت کام نہ کرے کچھ نہیں ہوتا۔ الحکم کی خدمات کے اعتراف یا اسکی ترتیب مضامین کی برجستگی وغیرہ کے متعلق جو بزرگ تحریر فرماتے ہیں میں اُن کے حسن ظن کا شکر گذار ہوں - لیکن وہ یاد رکھیں کہ مجھے صرف ذاتی تعریف کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اعتراف خدمات کا بہترین نتیجہ ہے

الحکم کی اشاعت میں سعی کرنا۔

اگر آپ الحکم کو پسند کرتے ہیں تو کیا آپ نے ارشاد نبوی نہیں پڑھا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کو اسکی طرف توجہ نہیں دلاتے ؟

۱- مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے نیز غازی بچہ سے الحکم کی توسیع اشاعت کے لیے خریداروں کے نام بھیج رہے ہیں۔

۲- منشی عبد الحکیم صاحب ہرنیات الحکم کے لیے غیر معمولی کوشش سے کام کرتے ہیں وہ ایک دس بارہ خریدار دے چکے ہیں اور ابھی انکی ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا

۳- جناب ابو سعید عرب صاحب نے رنگون میں بہت سے خریدار پیدا کیے ہیں - عرب صاحب کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہے وہ قادیان واہر اب غائبا نہیں رہ سکتے - سکتے خطوط شوق سے بھرے ہوئے آرہے ہیں کہ وہ قادیان جس قدر جلد ممکن ہو آنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ صحت و عافیت سے انکو اپنے اس مبارک ارادہ میں کامیاب کرے - آمین

الحکم کی اشاعت ایران میں بھی ہونے لگی۔

مستفد تقریر اعلیٰ حضرت نے فرمائی تھی کہ مشیر اعلیٰ صاحب نے بڑے تکلف سے ذیل کا سوال آپ سے پوچھا۔ ایڈیٹر

سوال آپ کی طرف سے نبی یا رسول ہونے کے کلمات شائع ہوئے ہیں اور یہ بھی کہ میں عیسیٰ سے افضل ہوں اور اور بھی تحقیر کے کلمات بعض اوقات ہوتے ہیں جنپر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوتا میں ان باتوں کا خواہشمند نہیں تھا کہ کوئی میری تعریف کرے اور میں گوشہ نشینی کو ہمیشہ پسند کرتا رہا۔ لیکن میں کیا کروں جب خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا۔ یہ کلمات میری طرف سے نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ جب مجھے ان کلمات سے مخاطب کرتا ہے اور میں بالمواجہ اسکا کلام سنتا ہوں پھر میں کہاں جاؤں لوگوں کے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی پرواہ کروں یا اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان لاؤں؟ میں دنیا اور اُس کے اعتراضوں کی کوئی حقیقت اور اثر نہیں سمجھتا لیکن خدا تعالیٰ کو چھوڑنا اور اُسکے کلام سے سرگردانی کرنا اسکو بہت ہی بڑا سمجھتا ہوں اور میں اسکو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ اگر ساری دنیا میری مخالف ہو جاوے اور ایک متنفس بھی میرے ساتھ نہ ہو بلکہ کل کائنات میری دشمن ہو

پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے انکار نہیں کر سکتا دنیا اور اُس کی ساری شان و شوکت اس **جلیل کلام** اور **خطاب** کے سامنے ہیچ اور مردار ہیں میں انکی کبھی پرواہ نہیں کرتا۔ پس کوئی اعتراض کرے یا کچھ کہے میں

خدا تعالیٰ کے کلام کو اور خدا کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

(ایڈیٹر)
اسی مضمون کو اعلیحضرت نے قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے

علم است ز آسماں نہ زمیں میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

اور یہ بالکل غلط ہے کہ میں انبیاء و رسل یا صلحاء اُمت کی تحقیر کرتا ہوں۔ جیسے میں ابرار و اخیار کا سمجھ سکتا ہوں اور اُن کے مقام و قرب کا جتنا علم مجھے ہے کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم سب ایک ہی گروہ سے ہیں اور الجنس مع الجنس کے موافق دوسرے اسکے درجہ کے سمجھنے سے عاری ہیں۔

حضرت عیسیٰ اور امام حسین کے اصل مقام اور درجہ کا جتنا مجھکو علم ہے دوسرے کو نہیں ہے کیونکہ جوہری ہی جوہر کی حقیقت کو سمجھتا ہے اسیطرح دوسرے لوگ خواہ امام حسین کو سجدہ کریں مگر وہ اُن کے رتبہ اور مقام سے محض ناواقف ہیں۔

اور عیسائی خواہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا یا خدا جو چاہیں بنا دیں مگر وہ اُن کے اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بیخبر ہیں۔ اور ہم ہرگز تحقیر نہیں کرتے۔

مشیر اعلیٰ۔ عیسائی خواہ خدا بنا دیں لیکن مسلمان تو نبی سمجھتے ہیں اس صورت میں ایک نبی کی تحقیر ہوتی ہے۔

حضرت اقدس۔ ہم بھی حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی یقین کرتے ہیں اور سچے نبی کی تحقیر کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ اسیطرح حضرت امام حسین کی بھی جائز عزت کرتے ہیں لیکن جب عیسائیوں سے مباحثہ کیا جاوے وہ راضی نہیں ہوتے جب تک حضرت عیسیٰ کو اللہ یا ابن اللہ نہ کہا جاوے۔ اسلیے جو کچھ انکی کتاب پیش کرتی ہے وہ دکھانا پڑتا ہے۔ تاکہ ایک کفر عظیم کو شکست ہو۔

مشیر اعلیٰ۔ ان کے مقابلہ میں اگر انکی تردید کی جاوے یہ تو اچھی بات ہے مگر ایک اصول صحیح کو تو انکی خاطر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

حضرت اقدس۔ اصول صحیح وہ ہو سکتا ہے جسپر اللہ تعالیٰ قائم کرے ہم ان اصولوں پر چلتے ہیں جنپر ہمکو اللہ تعالیٰ نے چلایا ہے اگر کوئی اس وقت ان باتوں کو استہزا کی نظر سے دیکھتا ہے اور یقین نہیں لاتا

تو مرنیکے بعد اسکی حقیقت کھل جائیگی

اور خود دیکھ لیگا کہ کون حق پر ہے۔

میرے اس دعوے پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنے والا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں تو اسکا کیا جواب ہے۔

مشیر اعلیٰ۔ پھر آپ کے نزدیک کیا ہے۔

حضرت اقدس۔ خدا تعالیٰ نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ میں **افضل ہوں**۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اسیطرح آنے والا محمدی مسیح موسوی مسیح سے افضل ہے۔ اسوقت آپ انکار کریں تو کریں لیکن مرنے کے بعد تو سب کچھ ظاہر ہو جاویگا اور پتہ لگ جاوے گا کہ کون افضل اور حق پر ہے۔

میں اگر اپنی طرف سے شیخی جتلاتا ہوں تو مجھ سے بڑھکر کوئی جھوٹا نہیں لیکن اگر کوئی میرے **صدق** کے نشانات دیکھکر بھی جھٹلاتا ہے تو پھر اُس کا معاملہ خدا سے ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اسکی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

آپ جو کچھ کہتے ہیں بطور مقلد کے کہتے ہیں ذاتی بصیرت کچھ نہیں ہے لیکن میں جو کچھ کہتا ہوں بطور **محقق** کے کہتا ہوں اور

خدا تعالیٰ سے بصیرت پاکر کہتا ہوں

میں خدا تعالیٰ کے مکالمات سنتا ہوں ہر روز اُس سے مخاطبات ہوتے ہیں پھر میں ایک نابینا مقلد کی پیروی کسطرح کروں۔

ہاں

اگر کوئی امام حسین کو مجھ سے افضل یقین کرتا ہے اور اُسکا کوئی الگ خدا ہے تو پھر

میں دیکھلوں گا کہ وہ میرے مقابل اس افضلیت کے کون سے نشان اپنی ذات سے دکھا سکتا ہے۔ اگر کوئی نشان نہیں دکھا سکتا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں دکھا سکتا تو پھر میرے لیے جو تحقیق کی راہ کھلی ہے اسکا انکار نامناسب ہے۔

یہ نری کہنے ہی کی باتیں نہیں ہیں میری زندگی کا کون ذمہ وار ہو سکتا ہے جبکہ میں براہ راست خدا تعالیٰ سے سنتا ہوں۔

خواہ مجھے دوزخ میں ڈالدیا جاوے یا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاوے میں اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔

میں کبھی اس امر حق کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں نے اُن نشانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہے جن نشانوں کے ساتھ آدم۔ نوح۔ موسیٰ۔ ابراہیم علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا تھا میں اب اس راہ کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اس دروازہ کو چھوڑ کر اور کسی جگہ میں کیونکر جا سکتا ہوں۔

براہین احمدیہ جو بیس برس پہلے کی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے وہ شیعوں کے پاس بھی ہے گورنمنٹ کے پاس بھی کاپی ہے اسکو کھولکر پڑھو کہ کسقدر نشان اس میں دیے گئے تھے۔ اور وہ اُسوقت دیے گئے تھے کہ جب کسی کے وہم و گمان میں بھی وہ باتیں نہ آ سکتی تھیں کہ ایسا ہو جاوے گا۔ مثلاً اُس میں لکھا ہے کہ آج تو اکیلا ہے لیکن ایک وقت آتا ہے کہ فوج در فوج لوگ تیرے ساتھ ہونگے۔ دنیا دار مقابلہ کرینگے مگر وہ اس مقابلہ میں ناکام رہینگے اور میں تجھے کامیاب کرونگا۔ اب کوئی مخالف اس کا جواب دے کہ کیا اسیطرح نہیں ہوا۔

جب **براہین احمدیہ** شائع ہوئی ہے تو سارے ملک میں کوئی آدمی نہیں تھا جو مجھے جانتا ہو قادیان سے باہر کسیکو کچھ پتہ نہ تھا۔ لیکن اب دیکھو کہ کسقدر رجوع دنیا کا ہو رہا ہے اور اس ملک سے نکلکر امریکہ آسٹریلیا اور یورپ تک اس سلسلہ کی شہرت ہو گئی ہے۔ کیا لوگوں کو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے اور روکنے کے واسطے کوششیں نہیں کی گئی ہیں۔ کفر کے فتوے دیے گئے۔ قتل کے مقدمے بنائے گئے جسطرح جس کسی کا بس چلا اُس نے لوگوں کو باز رکھنا چاہا۔ لیکن جس قدر مخالفت کی گئی اُسی قدر زور و شور کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت ہوئی اور آفاق میں اسکا نام پہونچ گیا اسی کے موافق جو خدا نے پہلے فرمایا تھا۔ اب تمہیں کوئی جواب دے کہ کیا یہ انسانی کلام ہو سکتا ہے کہ جو بیس برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرے اور پھر وہ حرفاً حرفاً پوری ہو جاوے اور وہ پیشگوئی ایسی حالت میں کی جاوے کہ اُس وقت کوئی آدمی جاننے والا بھی موجود نہیں۔

اگر یہ انسانی کلام ہے تو پھر ایسا دعویٰ کرنے والے کو چاہیے کہ اسکی نظیر پیش کرے۔ پھر اسی براہین میں درج ہے

یاتون من کل فج عمیق
و یاتیک من کل فج عمیق

اگر اس نشان کو دیکھا جاوے تو اپنی جگہ یہ کوئی ۱۰ لاکھ نشان ہوگا۔ ہر آدمی جو یہاں آنے والا مہمان اس نشان کو پورا کرتا ہے۔ اور مختلف دیار و امصار سے خطوط آ رہے ہیں منی آرڈر آ رہے ہیں جس کے واسطے ڈاکخانہ اور محکمہ ریل کی کتابیں بھی گواہ ہیں۔ پھر کیا یہ معمولی نظر سے دیکھنے کے قابل باتیں ہیں ایسے ایسے صدہا نہیں ہزاروں نشان ہیں اپنے نشانوں کے ہوتے ہوئے

میں خدا تعالیٰ کا انکار کروں اور اُسکی باتوں کو چھوڑ دوں!!! یہ کبھی نہیں ہو سکتا خواہ میری جان بھی چلی جاوے۔

پھر ان نشانات کو الگ رکھو میں تو اپنے اللہ تعالیٰ پر ایسا یقین رکھتا ہوں اور اُسکا وعدہ ہے کہ اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ ضرور کوئی نہ کوئی نشان دیکھ لے گا۔

ہماری جماعت اسبات کی گواہ ہے اور ان میں شاید ایک بھی ایسا آدمی نہ نکلے گا جس نے کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو پھر آپ ہی بتائیں

کہ خدا کی راہ کو چھوڑ کر میں کس کی بات سن سکوں اسکے مقابل میں جلتی ہوئی آگ میں کود پڑنا میرے لیے آسان ہے

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ الوداع وحلبہ کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں رہنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک یہاں نہ رہے تو انوار شریعت اور حقائق قرآن جو یہاں پیش کیا جاتا ہے اس سے اطلاع کیونکر ہو؟ یہاں نہ رہنے ہی کی وجہ سے آداب النبی کے خلاف بعض اوقات ہمارے بھائی حضرت اقدس سے دعا کے لیے لکھتے ہیں۔

۹۰ فیصدی ایسے خطوط دعا کے لیے آتے ہیں جنکو دعا کرانے کی حقیقت سے خبر نہیں ہے اور اگر ان کو اس راز پر اطلاع ہو تو انکا قلم رک جاوے اور کبھی ایسی درخواستیں کرنے کی جرأت نہ کریں۔ کیا دنیادار کے رنگ میں کوئی شخص بطور خود یہ تجویز ملکہ معظمہ کو کر سکتا ہے کہ مجھے فلاں جگہ کا گورنر یا عہدہ دار بنا دو؟ ایسے آدمی کو نادان نہ کہا جاوے گا؟

دعا ایک عجیب برکت اپنے ساتھ لاتی ہے اور اس سے بڑے بڑے عقدے حل ہوتے ہیں مگر **دعا** دعا ہو جب تک اس میں وہ زینت اور خوبصورتی پیدا نہ ہو جو اس کے لوازمات ہیں اسکا کوئی اثر نہیں۔ سچا اضطراب ہو۔ کامل تبدیلی کی جاوے۔ رعایت آداب الدعا ہو۔ خشوع وخضوع کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام کے لیے دعا کی جاوے پھر باب اجابت اس کے لیے جلد کھولا جاتا ہے اور دنیوی برکات بھی انکے ساتھ ہی آتی ہیں۔

صحابہ کی خصوصیت میں نے صحابہ کی سیرۃ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور مجھے یاد نہیں کسی اولوالعزم صحابی کی پاک زندگی میں یہ پایا جاتا ہو کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دنیوی اغراض کے لیے یہ عرض کی ہو کہ حضور دعا کریں مجھے فلاں سلطنت مل جاوے یا میرے بیٹا ہو جاوے جو میری جائیداد کا وارث ہو۔ اس سے صحابہ کی عظمت اور انکی پاک باطنی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مگر دیکھو انہوں نے گو دنیا کے لیے کوئی دعا نہیں کرائی لیکن کیا وہ دنیا سے محروم رہے؟ دنیا خود ان کے پاس آگئی۔ وہ بادشاہ بنا دیے گئے۔ اور قیصر و کسریٰ کے خزانے انکے پاؤں میں ڈالے گئے

اب کوئی مقابلہ کرے دوسرے بادشاہ ہیں جو دنیا میں ہوئے ہیں لیکن کیا وہ ہو سکا ہے جیسے بادشاہ ہوئے۔ پس تم بھی دنیا کے لیے دعائیں نہ کرو۔ اور مت منگواؤ بلکہ دین کی عظمت اور اسکے اعلاء کے لیے خود بھی کرو۔ اور امام سے بھی کراؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کے لیے ہونگی انکی اجابت یقینی ہے پھر اسکے ثمرات بھی لازم طور پر آوینگے۔

دعاؤں سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے ان کے نتائج عرصہ دراز کے بعد بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں لیکن مومن کبھی تھکتا نہیں۔ قرآن شریف میں دعاؤں کے نمونے موجود ہیں ان میں سے ایک ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے وہ اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کرتے ہیں

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

اس دعا پر غور کرو حضرت ابراہیم کی دعا روحانی خواہشوں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ کے تعلقات بنی نوع کی بھلائی کے جذبات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے وہ دعا مانگ سکتے تھے کہ میری اولاد کو بادشاہ بنا دے مگر وہ کیا کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب میری اولاد میں سے ہی ایک رسول مبعوث فرما۔ اس کا کام کیا ہو وہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور ایسی قوت قدسی رکھتا ہو کہ وہ انکو پاک ومطہر کرے اور انکو کتاب اللہ کے حقائق وحکم آگاہ کرے اور اسرار شریعت ان پر کھولے۔

یہ ایسی عظیم الشان **دعا** ہے کہ کوئی دعا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور ابتدا سے آخر تک جن لوگوں کے حالات زندگی ہمیں مل سکتے ہیں کسی کی زندگی میں یہ دعا پائی نہیں جاتی۔ حضرت ابراہیم کی عالی ہمتی کا اس سے خوب پتہ ملتا ہے۔ پھر اس دعا کا نتیجہ کیا ہوا اور کب ہوا۔ عرصہ دراز کے بعد اس دعا کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان پیدا ہوا۔ اور وہ دنیا کے لیے ہادی اور مصلح ٹھیرا قیامت تک رسول ہوا۔ اور پھر وہ کتاب لایا جس کا نام قرآن ہے اور جس سے بڑھ کر کوئی رشد۔ نور اور شفا نہیں ہے۔

یہ دعاؤں کے برکات اور ثمرات ہیں۔ پھر اس دعا سے کسقدر ثمرات حضرت ابراہیم کی اولاد کو ملے تم خود سوچ سکتے ہو۔

بات یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بنجاتا ہے اور اسکی ساری نفسانی خواہشوں پر موت آجاتی ہے اور ساری غرض وغایت اللہ کے لیے ہو جاتی ہے اور اسکے دین کا جلال ظاہر کرنا اس کا مقصد ہو جاتا ہے تو پھر ساری مشکلات اس کی حل ہو جاتی ہیں۔ دنیا اور اسکے اسباب خود اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں۔ مگر اس کے راہ اختیار کرنے کے واسطے ضرورت ہے قرآن شریف پر عمل کرنے کی۔ اور عمل کے لیے پہلے ضروری ہے قرآن شریف کا فہم اور فہم قرآن بجز تقوی کے حاصل نہیں ہوتا اور اسکے واسطے مجاہدہ شرط ہے۔ اور یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں مامور کی صحبت سے اور صادق کے پاس رہنے سے اسی لیے اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

اور پھر یہ نصیحت فرماتا ہے کہ تَفَقُّهٌ فِي الدِّينِ کے لیے اپنی اپنی جگہ سے کچھ آدمی بھیجو جو مامور کی صحبت میں رہ کر وہ فیض حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کریں تاکہ تم میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔

بارہا یہ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشاد الٰہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ تمہیں فخر ہے کہ قرآن تمہارا ہے مگر یہ فخر جائز اسوقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سارا پڑھ لو۔ لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کیونکر آ سکتا ہے۔ میں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اول تقوی اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو۔ اور پھر ایکبار خود قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کرلو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس دفعہ مشکلات باقی رہ جاویں انکو نوٹ کرو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جاوے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کریگا لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہ ہو بڑی ضرورت عملدرآمد کی ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے وہ کیا بات تھی جس نے آپ کو بوڑھا کر دیا یہ حکم تھا

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ

یعنی جب تک تو اور تیرے ساتھ والے تقویٰ میں قائم نہ ہوں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے اس لیے تو سیدھا ہو جا جیسا کہ تجھکو حکم دیا گیا ہے اسی طرح یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے جبتک امتحان نہ ہوئے کوئی سارٹیفکٹ کامیابی کا نہیں مل سکتا۔ خیر القرون کے لوگوں کو بھی یہی آواز آئی

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر چھوڑ دیے جاوینگے کہ وہ ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ابتلاؤں اور آزمایشوں کا آنا ضروری ہے بڑے بڑے زلزلے اور مصائب کے بادل آتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ان کی غرض تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشا اس سے استقامت اور سکینت کا عطا کرنا ہوتا ہے اور بڑے بڑے فضل اور انعام ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جو لوگ کچے غیر مستقل مزاج۔ کم ہمت اور منافق طبع ہوتے ہیں وہ الگ ہو جاتے ہیں صرف مخلص وفادار۔ بلند خیال اور سچے مومن رہ جاتے ہیں جو ان ابتلاؤں کے جنگلوں میں بھی امتحان اور بلا کی خار دار جھاڑیوں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں وہ تکالیف اور مصائب ان کے ارادوں اور ہمتوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتا۔ ان کو پست نہیں کرتیں بلکہ اور بھی تیز کر دیتی ہیں وہ پہلے سے زیادہ تیز چلتے اور اس راہ میں شوق سے دوڑتے ہیں نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ بلائیں وہ تکالیف ومصائب وشدائد خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور کرم اور رحمت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

اور وہ کامیابی کے اعلیٰ معراج پر پہونچ جاتے ہیں۔ اگر ابتلاؤں کا تختہ مشق نہ ہو تو پھر کسی کامیابی کی کیا امید ہو۔ دنیا میں بھی دیکھو ایک ڈگری حاصل کرنے کے واسطے اے بی سی شروع کرنے کے زمانہ سے لیکر ایم اے کے امتحان تک کسقدر امتحانوں کے بیچ آنا پڑتا ہے۔ کسقدر روپیہ اس کے واسطے خرچ کرتا ہے اور کیا کیا مشکلات اور مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ باوجود اسکے بھی یہ یقینی امر نہیں ہے کہ ایم اے پاس کر لینے کے بعد کوئی کامیاب زندگی سلسلہ شروع ہو جاویگا۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ تعلیم میں طالب علم کی صحت خطرناک حالت میں پہونچ جاتی ہے اور ڈپلوما اور پیام موت ایک ہی وقت آ پہونچا ہے اس محنت اور مشقت اور ان امتحانوں کی طیاری روپیہ کے صرف سے اسنے کیا فائدہ اٹھایا یا والدین نے کیا؟ مگر اسکے بالمقابل اللہ تعالیٰ کی ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے والا کبھی نہیں ہے کہ وہ کامیاب اترا ہو اور نامراد رہا ہو۔ ان لوگوں کی لائف پر نظر کرو اور انکے حالات پڑھو جنہیں خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ہونیکی وجہ سے کوئی ابتلا آیا اور انہوں نے ثبات قدم استقلال اور صبر کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا اور پھر بامراد نہ ہوئے ہوں۔ ایسی ایک بھی نظیر نہ ملے گی

(باقی آئندہ)

دربار شام

۲۷ فروری سنہ ۱۹۰۴ء

آج اعلیحضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد کے بالائی حصہ پر نماز مغرب ادا کی اور بعد ادائے نماز مغرب حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ چند مہمانوں نے اجازت روانگی حاصل کی + بعض احباب خصوصاً سید تفضل حسین صاحب اٹاوی (جو گیارہ سال کے بعد آئے تھے) کو خطاب کر کے پیار سے فرمایا کہ آمدن بارادت رفتن باجازت آپ تو سمجھتے ہی ہیں کہ کب تک آپ کو ٹھہرنا چاہیئے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ احباب عرصہ تک رہ کر آپکی پاک صحبت سے بہرہ اندوز ہوں۔ اسی ضمن میں طاعون کی شدت کا ذکر ہوگیا۔ اسپر آپ نے سلسلہ کلام یوں شروع

فرمایا

من كان لله كان الله له

حقیقت میں سچے مسلمان بننے کا اب وقت آیا ہے + یقین بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ پر جس قسم کا یقین انسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے پس ضروری امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف کرو۔ تو وہ بھی تیر رحم کرے کیونکہ سچ یہی ہے من کان للہ کان اللہ لہ۔

طاعون اور صحابہ کی شہادت

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ بھی طاعون سے فوت ہوئے لیکن اُن کے لیے وہ شہادت تھی۔ مومن کے واسطے یہ شہادت ہی ہے پہلی اُمتوں پر رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ تھی۔ صحابہ کسقدر اعلیٰ درجہ رکھتے تھے لیکن اُن میں سے بھی اسکا نشانہ ہوگئے اس سے اُن کے معزز ہونے میں کوئی شبہ نہیں ابو عبیدہ بن الجراح جیسے صحابی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑے ہی عزیز تھے طاعون ہی سے شہید ہوئے تھے۔ طاعون سے مرنا عام مومنوں کے لیے تو کوئی حرج نہیں البتہ جہاں انتظام الٰہی میں فرق آتا ہے وہاں خدا تعالیٰ ایسا معاملہ نہیں کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی مامور و مرسل طاعون کا شکار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی

انتظام میں بڑا نقص اور خلل پیدا ہوتا ہے

پس انبیاء و رسل اور خدا کے مامور ان امراض سے بچائے جاتے ہیں اور یہی نشان ہوتا ہے

صحابہ کی خصوصیت پر ضمنی تذکرہ

حضرت حکیم الامۃ نے عرض کی کہ حضور یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے ایک بھی بہرہ نہ تھا۔ اسپر امام الملۃ نے فرمایا کہ چونکہ اُس وقت خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو رہا تھا اور اس امر کی ضرورت تھی کہ صحابہ اُسے سُنیں اور روایت کرکے دوسروں تک پہونچائیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو قائم رکھنے کے لیے صحابہ کو بہرہ پن سے محفوظ رکھا + ایسے وقت اگر آنکھ نہ ہو تو کام ہو سکتا ہے لیکن کان کے بغیر کام نہیں چل سکتا ان حقائق و معارف کو جو خدا کا مرسل بیان کرتا ہے سُننے کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے

پہلے کلام کی طرف رجوع

غرض یہ مقام ڈرنیکا ہے۔ کیونکہ طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور جو اسوقت بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے نفاق کام نہیں دے گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے

الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم

بعض وقت انسان موجودہ حالت امن پر بھی بے خطر ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ امن میں زندگی گذارتا ہوں مگر یہ غلطی ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں ہے کہ سابقہ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا کیا بے اعتدالیاں اور کمزوریاں ہو چکی ہیں اسواسطے مومن کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی بیخوف نہ ہو اور ہر وقت **توبہ** اور **استغفار** کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان گذشتہ بدیوں کے بُرے نتائج سے بھی خدا کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ **توبہ** اور **استغفار** سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئیندہ کے لیے خدا سے معاملہ صاف کرے۔ اس طرح پر خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جاتا

اور پھر اُسپر کوئی خوف و حزن نہیں ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ

ولی اللہ

خدا تعالیٰ نے انکو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے اُس کو کسی کی حاجت نہیں اسلیے یہ استثنا ایک شرط کے ساتھ ہے ولم یکن ولی من الذل۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ ذلت کر کسیکو ولی نہیں بناتا بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔ اسکو کسیکی کوئی حاجت نہیں ہے اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اُسی کو پہونچتا ہے۔

ہزارہا ہزار فوائد اور امور ہوتے ہیں جو اُس کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور نہ صرف اُسکی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اُس کے اہل و عیال اُسکے احباب کے لیے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہانتک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دیجاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور ان زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور ان کپڑوں میں برکت دیجاتی ہے جنمیں وہ ہوتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ **ولی اللہ** بننا ہی مشکل ہے بلکہ اس مقام کا سمجھنا ہی دشوار ہوتا ہے کہ یہ کس حالت میں کہا جاوے گا کہ

وہ خدا کا ولی ہے

انسان انسان کے ساتھ ظاہرداری میں خوشامد کر سکتا ہے اور اُسکو خوش کر سکتا ہے خواہ دل میں ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو۔ ایک شخص کو خیر خواہ کہ سکتے ہیں مگر حقیقت میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خیر خواہ ہے یا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت و محبت کس رنگ سے ہے پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریب اور دغا نہیں ہو سکتا کوئی اُسکو دھوکا نہیں دیسکتا۔ جب تک سچے اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ یک رنگ ہو کر خدا تعالیٰ کا نہ بن جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا اجتبا اور اصطفا **فطرتی** جوہر سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے گذشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اسکا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کل خطائیں بخشدیتا ہے۔ اور پھر اسکو کبھی شرمندہ نہیں کرتا نہ اس دنیا میں اور نہ آخرۃ میں۔ یہ کسقدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایکدفعہ درگذر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اُس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا اسکی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ منافقانہ زندگی بسر کرے

تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے۔

برکات اور فیوض الٰہی کے حصول کے واسطے دل کی **صفائی** کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے جب تک دل صاف نہ ہو کچھ نہیں ہوتا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ دلپر نظر ڈالے تو اُسمیں کسی قسم کا کسی گوشہ میں کوئی شعبہ نفاق کا نہ ہو جب یہ حالت ہو۔ تو پھر الٰہی نظر کے ساتھ تجلیات آتی ہیں اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

اُس کے لیے ایسا وفادار اور صادق ہونا چاہیئے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنا صدق دکھایا یا جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمونہ دکھایا۔ جب انسان اس نمونہ پر قدم مارتا ہے تو وہ بابرکت آدمی ہو جاتا ہے پھر دنیا کی زندگی میں کوئی ذلت نہیں اُٹھاتا۔ اور نہ تنگی رزق کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ اسپر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُس کو ذلت کی زندگی سے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کا خاتمہ بالخیر کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو

خدا تعالیٰ سے سچا اور کامل تعلق رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اُسکی ساری مرادیں پوری کر دیتا ہے اُسے نامراد نہیں رکھتا

اللہ تعالیٰ کی صفت قادر و کریم کا اقتضا

اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بڑی قابل غور ہیں اور ان صفات کے بیان کرنے سے بھی اُمید وسیع ہوتی اور مومن کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔ وہ صفات اُس کے قادر اور کریم ہونیکی ہیں۔ جب تک یہ دونوں باتیں نہ ہوں کوئی **فیض** نہیں ملتا ہے + دیکھو اگر کوئی شخص کریم تو ہو اور اسکے پاس ہو تو ہزاروں روپیہ دینے میں بھی اسے تامل اور دریغ نہ ہو لیکن اس کے گھر میں کچھ بھی نہ ہو تو اسکی صفت **کریمی** کا کیا فائدہ۔ یا اسکے پاس روپیہ تو بہت ہو مگر کریم نہ ہو۔ پھر اس سے کیا حاصل؟ مگر خدا تعالیٰ میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ وہ **قادر** ہے اور کریم بھی ہے اور ان دونوں صفتوں میں بھی وہ **واحدہٗ لاشریک** ہے۔

پس جب ایسی قادر اور کریم ذات کے ساتھ کوئی کامل تعلق پیدا کرے تو اس سے بڑھکر خوش قسمت کون ہوگا۔؟ بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے وہ شخص جو اسکا فیصلہ کرے سرمد نے کیا اچھا کہا ہے۔

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے یار می باید داد
یا قطع نظر ز یار می باید کرد

حقیقت میں اس نے سچ کہا ہے بیمار اگر طبیب کی پوری اطاعت نہیں کرتا ہے تو اس سے کیا فائدہ؟ ایک عارضہ نہیں تو دوسرا اسکو تنگ کر جاویگا اور وہ اسطرح تباہ اور ہلاک ہوگا۔ دنیا میں اسقدر فتنوں سے انسان گھرا ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو اور اس کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو تو پھر سخت خطرہ کی حالت ہے۔

پنجابی میں بھی ایک مصرعہ مشہور ہے ؎

جے توں میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو

یہ من کان للہ کان اللہ لہٗ ہی کا ترجمہ ہے۔

جب انسان خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو پھر کچھ شک نہیں ساری دنیا اسکی ہو جاتی ہے مگر اسوقت بڑے بڑے مشکلات آکر پڑتے ہیں لوگ ہمارے سلسلہ کی مخالفت کے لیے کیا کیا کوشش نہیں کرتے اسکی عدم ضرورت کے واسطے کہدیتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ہم نماز اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ آخر بے نصیب رہ جاتے ہیں

برکات نماز کسطرح ملتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ نماز میں برکات ہیں مگر وہ برکات ہر ایک کو نہیں مل سکتے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خدا تعالیٰ نماز پڑھاوے۔ ورنہ وہ نماز نہیں نرا پوست ہے جو پڑھنے والے کے ہاتھ میں ہے اسکو مغز سے کچھ واسطہ اور تعلق ہی نہیں۔ اسی طرح **کلمہ** بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کلمہ پڑھواوے جبتک **نماز** اور **کلمہ** پڑھنے میں **آسمانی چشمہ** سے **گھونٹ** نہ ملے تو کیا فائدہ؟ وہ نماز جس میں **حلاوت** اور **ذوق** ہو اور خالق سے سچا تعلق قائم ہو کر پوری نیازمندی اور خشوع کا نمونہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جسکو پڑھنے والا فورا محسوس کر لیتا ہے کہ اب وہ وہ نہیں رہا جو چند سال پہلے تھا۔

ابدال

جب یہ تبدیلی کسی کی حالت میں واقع ہوتی ہے اسوقت اسکا نام **ابدال** ہوتا ہے۔

احادیث میں جو ابدال آیا ہے اس سے یہی مراد لی گئی ہے کہ کامل انقطاع اور تبتل کے ساتھ جب خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرکے اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔

جیسے قیامت میں بہشتیوں میں تبدیلیاں ہونگی کہ وہ چاند یا ستاروں کی مانند ہونگے اسی طرح اسی دنیا میں بھی ان کے اندر ہونی ضروری ہے تاکہ وہ اس تبدیلی پر شہادت ہو اسی لیے فرمایا ہے

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ

یعنی اس دنیا میں بھی ایک بہشت ہے جو مومن کو دیا جاتا ہے اسکے موافق ایک تبدیلی بھی پیدا ہوتی ہے + اسکو ایک خاص قسم کا رعب دیا جاتا ہے جو الٰہی تجلیات کے پر تو سے ملتا ہے نفس امارہ کے جذبات سے اسکو روکدیا جاتا ہے اور نفس مطمئنہ کی سکینت اور اطمینان اس کو ملتا ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یہاں تک کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

اسی طرح اس کے لیے کہا جاتا ہے یا نار کونی بردا و سلاما۔ ہوا و ہوس کے سارے جوشوں کو ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ میں ایک راحت اور اطمینان پا لیتا ہے اور ایک تبدیلی اس میں پیدا ہو جاتی ہے جب تک یہ تبدیلی نہ ہو۔ نماز۔ روزہ کلمہ زکوۃ وغیرہ ارکان محض رسمی اور نمائشی طور پر ہیں ان میں کوئی روح اور قوت نہیں ہے اور ایسا انسان خطرہ کی حالت سے نکلکر امن میں آ جاتا ہے۔

یاد رکھو

جب انسان کا وجود خدا کی محبت میں گم ہو جاتا ہے اسوقت وہ جانتا ہے کہ خدا بھی محبت رکھتا ہے کیونکہ دل را بدل رہیست مشہور ہے

اہل وعیال کا ہتیہ

بہت سے لوگ ہیں جو اہل وعیال کا ہتیہ کرتے ہیں اور ان کے سارے ہم و غم اسی پر اگر ختم ہو جاتے ہیں کہ ان کی اولاد ان کے بعد انکے مال واسباب اور جائداد کی مالک اور جانشین ہو۔ اگر انسان کی خواہش اسی حد تک محدود ہے اور وہ خدا کے لیے کچھ بھی نہیں کرتا تو یہ جہنمی زندگی ہے اسکو اس سے کیا فائدہ جب یہ مر گیا تو پھر کیا دیکھنے آئے گا کہ اسکی جائداد کا کون مالک ہوا ہے اور اس سے اسکو کیا آرام پہونچے گا یہ کل توقصہ پاک ہو چکا۔ اور یہ کبھی پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اسلیے ایسے ہم و غم سے کیا حاصل جو دنیا میں جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور آخرت میں بھی عذاب دینے والا۔ قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے واپس نہ آنے کے دو وعدے ہیں ایک جہنمیوں کے لیے۔ جیسے فرمایا

حرام علی قریۃ اہلکنٰہا انہم لا یرجعون

اہلکنٰہا عذاب پر بھی آتا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ خراب زندگی کے لوگ پھر واپس نہیں آئینگے اور ایسا ہی بہشتیوں کے لیے بھی آیا ہے

لا یبغون عنہا حولا

مسیح کا عدم رجوع

دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور دونوں کا عدم رجوع ثابت ہے پر معلوم نہیں کہ مسیح کو کسطرح پھر واپس لاتے ہیں۔ ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کا پھر آنا فضول ہے۔ اور جو شخص قرآن کریم کی اس شہادت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کو منظور نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو مردوں میں یحییٰ کے پاس دیکھ آئے ہیں اسپر بھی جو انکار کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

غرض

جبکہ یہ ثابت ہے کہ پھر اس دنیا میں واپس آنا نہیں ہے اور یہاں سے سب قصہ تمام کرکے جائینگے اور پھر دنیا سے کوئی تعلق باقی نہ رہیگا۔ تو املاک و اسباب کا خیال کرنا کہ اس کا وارث کوئی ہو یہ شرکت کے نقشہ میں نہ چلے جاویں فضول اور دیوانگی ہے ایسے خیالات کے ساتھ دین جمع نہیں ہو سکتا۔

مال

یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبر گیری کرے کہ وہ اس کے زیر دست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہوگا۔ جیسے فرمایا ہے۔

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا

اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بیدست و پا ہو جاتے ہیں۔ اور محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسیطرح **اولاد** جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اسکی تربیت اور پرورش کے سامان نکرے تو وہ گویا **یتیم** ہی ہے پس اسکی خبر گیری اور پرورش کا ہتیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہوگا۔ اور **بیوی** اسیر کیطرح ہے اگر یہ **عاشروھن بالمعروف** پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جسکی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے۔

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھو اور انکی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے

بلکہ

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی **خادم** ہو۔ لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہونگے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں۔ اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر انکی جائداد کا مالک نہ بنجاوے مگر یاد رکھو کہ اسطرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ **دین کی خادم** ہو۔

اسی طرح پر بیوی کرے تاکہ اس سے کثرت سے **اولاد پیدا** ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمتگذار ہو۔ اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے اسکے سوا جسقدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ رحم اور **تقویٰ** مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔

اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے لیکن اگر صرف **جانشین** بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر **گناہ** ہے۔ اس قسم کے قصور اور کسر یں ہوتی ہیں جن سے **تاریکی میں ایمان** رہتا ہے لیکن جب ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لیے ہو جاوے تو **ایمان روشن** ہو جاتا ہے۔ اور یہی غرض ہر مسلمان مومن کی ہونی چاہیے۔ ہر ہر کام میں اس کے خدا ہی مدنظر ہو۔ کھانے پینے عمارت بنانے دوست دشمن کے معاملات غرض ہر کام میں خدا تعالیٰ ملحوظ ہو تو سب کاروبار **عبادت** ہو جاتا ہے لیکن جب مقصود **متفرق** ہوں پھر وہ **شرک** کہلاتا ہے۔

مگر مومن دیکھے کہ خدا کیطرف نظر ہے یا اور مقصد ہے اگر اور طرف ہے تو سمجھے کہ دور ہو گیا ہے

صید نہ رفت و یک ہمت دور انداختہ

بات مختصر ہوتی ہے مگر اپنی بدقسمتی سے لمبی بنا کر محروم ہو جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف **تبتل** کرنا اور اسکو مقصود بنانا اہل وعیال کی خدمت اسی لحاظ سے کرنا کہ وہ امانت ہے اسطرح پر دین محفوظ رہتا ہے کیونکہ اسمیں خدا کی رضا مقصود ہوتی ہے لیکن جب دنیا کے رنگ میں ہو اور غرض وارث بنانا ہو تو اسطرح پر خدا کے غضب کے نیچے آ جاتا ہے۔

اولاد تو نیکو کاروں اور ماموروں کی بھی ہوتی ہے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بھی دیکھو کسقدر کثرت سے ہوئی کہ کوئی گن نہیں سکتا مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انکا خیال اور طرف تھا بلکہ ہر حال میں خدا ہی کیطرف رجوع تھا۔

اصل اسلام اسی کا نام ہے جو ابراہیم کو بھی کہا کہ اسلم۔ جب ایسے رنگ میں ہو جاوے تو وہ شیطان اور جذبات نفس سے الگ ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ وہ خدا کی راہ میں جان تک کے دینے میں بھی دریغ نہ کرے اگر جان نثاری سے دریغ کرتا ہے تو خوب جانے کہ وہ سچا مسلم نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسا اطاعت ہو۔ اور پوری عبودیت کا نمونہ دکھاوے یہانتک کہ آخری امانت **جان**

+ ان عضروں میں خاکسار سراج الحق متفق ہے منصفانہ تھا۔

بھی دیوے اگر بخل کرتا ہے تو پھر سچا مومن اور مسلم کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ جانبازی کرنے والا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو بڑا ہی پیارا اور محبوب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے یہی کیا۔ انہوں نے اپنی جان کی پروا نہ کی اور اپنے خون بہا دیے شہید بھی وہی ہوتا ہے جو جان دینے کا قصد کرتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ یہ جنگلے ناگہانی آفات سے بچنے اور سچا مسلم بننے کے لیے ہیں۔ اور اگر انسان ان پر عمل کرے تو طاعون سے بچانے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہیں۔

یاد رکھو قہر الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا وہ سخت چیز ہے جنیت قوموں پر جب نازل ہوا ہے تو وہ تباہ ہو گئی ہیں۔ اس قہر سے ہمیشہ کامل ایمان بچا سکتا ہے ناقص ایمان بچا نہیں سکتا۔ بلکہ کامل ایمان ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں اور **ادعونی استجب لکم** خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو خلاف نہیں ہوتا کیونکہ **ان اللہ لا یخلف المیعاد** اسکا فرمان ہے۔

پس ایسے وقت میں کہ آفت نازل ہو رہی ہے ایک تو یہ چاہیے کہ دعائیں کرتے رہیں دوسرے صغائر کبائر سے جہاں تک ممکن ہو بچتے رہیں تدبیروں اور دعاؤں میں لگے رہیں گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے۔ اسکا مزہ اسی دنیا میں چکھنا پڑتا ہے۔ گناہ دو طرح پر ہوتے ہیں ایک گناہ غفلت سے ہوتے ہیں جو شباب میں ہو جاتے ہیں دوسرے بیداری کے وقت میں ہوتے ہیں جب انسان پختہ عمر کا ہو جاتا ہے ایسے وقت میں جب گناہ پر وہ راضی نہیں ہوگا اور ہر وقت استغفار کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سکینت نازل کرے گا اور گناہوں سے بچائے گا۔

گناہوں سے پاک ہونے کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کا فضل درکار ہے جب اللہ اسکے رجوع اور توبہ کو دیکھتا ہے تو اسکے دل میں غیب سے ایک بات پڑ جاتی ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور یہ حالت کے پیدا ہونے کے لیے حقیقی مجاہدہ کی ضرورت ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

جو مانگتا ہے اسکو ضرور دیا جاتا ہے اسی لیے **میں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی** چیز نہیں۔ دنیا میں دیکھو کہ بعض خرگدا ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں انکو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے جب یہ اڑ کر دعا کرتا ہے تو پا لیتا ہے کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں؟

قبول دعا کا راز | یہ قاعدہ یاد رکھو کہ جب بندہ ۔۔۔ سے باز نہیں آتا اور اس میں لگا رہتا ہے تو آخر دعا قبول ہو جاتی ہے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ باقی ہر قسم کی دعائیں طفیلی ہیں اصل دعائیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کرنی چاہییں۔ باقی دعائیں خود بخود قبول ہو جائیں گی۔ کیونکہ گناہ کے دور ہونے سے برکات آتی ہیں۔ یوں دعا قبول نہیں ہوتی جو نری دنیا ہی کے واسطے ہو۔ اس لیے پہلے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے دعائیں کرے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر دعا

اھدنا الصراط المستقیم

ہے جب یہ دعا کرتا رہے گا تو وہ **منعم علیہم** کی جماعت میں داخل ہوگا جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے دریا میں غرق کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے زمرہ میں جو منعم علیہم ہیں داخل ہو کر یہ وہ انعامات الٰہی حاصل کرے گا جیسی عادت اللہ ان سے جاری ہے۔ یہ کبھی کسی نے نہیں سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک راستباز متقی کو رزق کی مار دے بلکہ وہ تو سات پشت تک بھی رحم کرتا ہے قرآن شریف میں خضر و موسیٰ کا قصہ درج ہے کہ انھوں نے ایک خزانہ نکالا۔ اسکی بابت کہا گیا کہ **ابوھما صالحا** اس آیت میں ان کے والدین کا ذکر تو ہے لیکن یہ ذکر نہیں کہ وہ لڑکے خود کیسے تھے باپ کے طفیل سے اس خزانہ کو محفوظ رکھا تھا اور اس لیے ان پر رحم کیا گیا۔ لڑکوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ستاری سے کام لیا۔

توریت اور ساری آسمانی کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ متقی کو ضائع نہیں کرتا اس لیے پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہییں جن سے نفس امارہ نفس مطمئنہ ہو جاوے اور اللہ راضی ہو جاوے پس **اھدنا الصراط المستقیم** کی دعائیں مانگو کیونکہ اسکے قبول ہونے پر جو یہ خود مانگتا ہے خدا تعالیٰ خود دیتا ہے **سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب انسان سچی توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے وہ دیتا ہے آخر کہتے ہیں کہ بیوی بھی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات وہ اپنے بیان کرتے ہیں۔ اور یہ ہے بالکل سچ کہ خدا تعالیٰ خود متعہد ہو جاتا ہے۔

اس کے موافق میرا بھی ایک الہام ہے

ہر چہ باید نو عروسی را ہماں ساماں کنم

غرض جب متولی اور متکفل خدا ہو تو پھر کیا ہی مزہ آتا ہے۔

اس کے بعد چند سوال بعض باہر سے آئے ہوئے بھائیوں نے پوچھے جو استفسار اور انکے جواب ذیل میں ہم نے درج کیے ہیں

دربار شام

۲۰ فروری ۱۹۰۴ء

الخبیثٰت للخبیثین | انسان اگر اپنے نفس کی پاکیزگی اور طہارت کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے کہ گناہوں سے بچا رہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ہی راہ سے اسکو پاک کر دے گا بلکہ وہ اسکا متکفل اور متولی بھی ہو جاوے گا۔ اور ایسی خبیثات سے بچائے گا۔ **الخبیثات للخبیثین** کے یہی معنے ہیں۔ اندرونی معصیت۔ ریاکاری۔ عجب۔ تکبر۔ خوشامد۔ خود پسندی۔ بدظنی۔ اور بدکاری وغیرہ وغیرہ خباثتوں سے بچنا چاہیے اگر یہ آپکو ان خباثتوں سے بچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو پاک و مطہر کرے گا۔

تقویٰ کیا ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے؟ | مگر ضروری امر یہ ہے کہ پہلے یہ سمجھے کہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے؟ **تقویٰ** تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے۔ اور اسکے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہنچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جو اسکا حق ہے کہ گداز ہو جاوے بیٹھ کر۔ سجدہ میں رکوع میں قیام میں اور تہجد میں غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر و دعا میں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راستباز اور صادق ٹھہر جاوے۔ لیکن یہ نعمت نہ تو نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے اور نہ نری دعا سے بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا ہے وہ شخص گناہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کرکے اپنی تجویز اور تدبیر اور زور بازو سے نیکی حاصل کرنی چاہتا ہے۔ لیکن مومن اور سچے **مسلمان** کا یہ شیوہ نہیں وہ تدبیر اور دعا دونوں سے کام لیتا ہے۔

پوری تدبیر کرتا ہے اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑ کر دعا کرتا ہے اور یہی تعلیم قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں دی گئی ہے چنانچہ فرمایا ہے

ایاک نعبد و ایاک نستعین

جو شخص اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا ہے وہ نہ صرف اپنے قویٰ کو ضائع کرتا اور انکی بےحرمتی کرتا ہے بلکہ وہ گناہ کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو کنجروں کے ہاں جاتا ہے اور انہی کی صحبت میں اپنا اوقات بسر کرتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے گناہ سے بچا۔ ایسا شخص انسان خدا تعالیٰ سے مسخری کرتا ہے اور اپنی جان پر ظلم۔ اس سے اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور آخر یہ خیال کرکے کہ میری دعا سنی نہیں گئی وہ خدا سے بھی منکر ہو جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو کچھ نہیں۔ اور دعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔

جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے پھر نفس کی کشاکش کے لیے دعا کرتا رہے اسی کے واسطے کہا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اس میں کس قدر ہدایت تدابیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہے تدابیر میں بھی خدا کو نہ چھوڑے دوسری طرف فرماتا ہے **ادعونی استجب لکم**۔ پس اگر انسان پورے تقویٰ کا طالب ہے تو تدبیر کرے اور دعا کرے دونوں کو جو بجا لانے کا حق ہے بجا لائے۔ تو ایسی حالت میں خدا اس پر رحم کرے گا۔ لیکن اگر ایک کریگا اور دوسری کو چھوڑے گا تو محروم رہے گا۔

تقویٰ سے زینت | انسان اسی طریق سے تقوے پر قائم ہوتا ہے اور تقویٰ اللہ ہی ہر ایک عمل کی جڑ ہے جو اس سے خالی ہے وہ فاسق ہے۔ تقوے سے زینت اعمال پیدا ہوتی ہے اور اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بنتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

ان اولیاءہ الا المتقون

مجاہدہ۔ موت قبل الموت | کامل طور پر جب تقویٰ کا کوئی مرحلہ باقی نہ رہے تو پھر یہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاتا ہے اور تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے۔ کیونکہ جب نفس کے سارے

پہلوؤں سے مخالفت کرے گا تو نفس مر جاوے گا۔ اسی لیے کہا گیا ہے

موتوا قبل ان تموتوا

نفس تو سرکش گھوڑے کی طرح ہوتا ہے اور جو لذات تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہے اس سے بالکل ناآشنا ہوتا ہے جب ایسا وقت آجاوے گی تو چونکہ خلا محال ہے اس لیے دوسری لذات جو تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہیں شروع ہو جاویں گی۔

یہی وہ بات ہے جسکی ہماری ساری جماعت کو ہر وقت مشق کرنی چاہیے۔ جیسے بچے جب تختیوں پر بار بار لکھتے ہیں تو خوش خط ہو جاتے ہیں۔

والذین جاھدوا فینا میں مجاہدہ سے مراد یہی مشق ہے کہ ایک طرف دعا کرے اور دوسری طرف کامل تدبیر کرے آخر اللہ تعالیٰ کا فضل آجاتا ہے اور نفس کا جوش و خروش دب جاتا اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے آگ پر پانی ڈال دیا جاوے بہت سے انسان ہیں جو نفس امارہ ہی میں مبتلا ہیں۔

جماعت کی اندرونی اصلاح

میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کرے تو کیا حرج ہے۔

بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا کا نام ستار ہے پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہیے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اسکی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔

ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔ ایک ملا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے بادشاہ نے اس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اسکو کاٹ دیا جاوے گا۔ جب وہ چلا گیا تو اس دائرہ کو کاٹ دیا۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ کیوں کیا تو اس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر میں نے اسوقت دائرہ کھینچ دیا کہ اسکی دلجوئی ہو جاوے۔

بڑی رعونت کی جڑ یہی ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دیا جاوے۔ ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں۔ اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی

تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے فائدہ ہو بھی تو کسطرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی ہے اگر وہی جوش۔ رعونت۔ تکبر۔ عجب ریاکاری۔ سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟ سعید اگر ایک بھی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے۔ نیک اتقا جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے۔ اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اسوقت خدا تعالیٰ نے

آخری نمونہ آپکے اخلاق کا قائم کیا ہے۔

اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ۔ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اسکا معاملہ پھر خدا سے ہے۔ بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معًا ناپاک الزام لگا دیتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچاؤ۔ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرو۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو۔ اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو۔ اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ

یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے

دربار شام

۲۱ فروری ۱۹۰۴ء

موسمی بلاؤں اور وباؤں کے تذکرہ پر فرمایا

وبائیں اور بلائیں کب آتی ہیں

جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے تو یہ وبائیں دنیا میں آتی ہیں لوگ اللہ تعالیٰ سے لاپروا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی پروا نہیں کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی ان شوخیوں اور شرارتوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ باوجودیکہ طاعون ایک کھا جانے والی آگ کیطرح بھڑک رہی ہے۔ لیکن وہی مکر و فریب اور عیاری کے بازار گرم ہیں بلکہ ان میں زیادتی ہی نظر آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی کیا مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ تھکتا نہیں پہلے زمانہ میں بھی جب لوگ گناہ سے باز نہیں آئے تو زمین کے تختے پلٹ دیے گئے ہیں اور شہروں کے نام و نشان مٹا دیے گئے ہیں۔ جب **طاعون** پہلے پہل پھیلا ہے تو لوگ سمجھتے تھے کہ یونہی ایک اتفاقی بیماری ہے بہت جلد نابود ہو جاوے گی لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے اسوقت جبکہ ابھی اس کا نام و نشان بھی نہ تھا مجھ کو اطلاع دی تھی کہ یہ **وبا** آنے والی ہے ویسے ہی ابھی یہ خوفناک عذاب **بمبئی** ہی میں پھیلا ہوا تھا جو مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ یہ وبا سارے **پنجاب** میں پھیل جاوے گی۔ اسپر ناعاقبت اندیش لوگوں نے ہنسی اور ٹھٹھے اڑائے۔ مگر اب دیکھو کوئی **جگہ** ایسی نہیں جو اس سے خالی ہو اور اگر کوئی جگہ ایسی ہے بھی تو اسکے اردگرد آگ لگی ہوئی ہے اس کے محفوظ رہنے کا کوئی معاہدہ نہیں ہو چکا۔ حقیقت میں یہ بڑے ہی اندیشہ اور فکر کی بات ہے جبکہ کوئی **علاج** بھی اس کا کارگر **نہیں ہوا**۔ اور زمینی تدابیر میں ناکامی ہوتی ہے تو پھر کس قدر ضروری ہے کہ لوگ سوچیں کہ یہ **بلا** کیوں آتی ہے اور اسکا **علاج کیا ہے؟**

اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے جب تک لوگ **سچی توبہ** اور **رجوع الی اللہ** نہیں کرتے اور ان شوخیوں اور **شرارتوں** سے باز نہیں آتے جو خدا کی باتوں سے کی جاتی ہیں یہ **عذاب** پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ لیکن جب انسان **توبہ** اور **استغفار** کرتا ہے اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کا نمونہ دکھاتا ہے

تو پھر خدا بھی رجوع برحمت کرتا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اسی طرح فسق و فجور کا بازار گرم ہے اور قسم قسم کے گناہ اس زمین پر ہو رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی عذاب الٰہی کی [illegible] ہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اس وبا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ قیامت کے قریب عام مری پڑے گی۔ سو اب وہ دن قریب آگئے ہیں اور مری پڑ رہی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب زمانہ کا آخر ہے۔

اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جب بخل و حسد اور فسق و فجور کی زہریلی ہوا پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور جسطرح اللہ تعالیٰ سے ہراسان و ترسان ہونا چاہیے۔ وہ نہیں رہتا۔ یہ ہوا ایسی ہی ہوتی ہے جیسے بعض اوقات ہیضہ کی زہریلی ہوا پھیلتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے اسوقت بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو اسمیں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض جو بچ رہتے ہیں ان کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ صحت درست نہیں رہتی ہاضمہ کا فتور یا اور اسی قسم کی خرابیاں ہوا سے متاثر ہو کر پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جب گناہ کی وبا پھیلتی ہے تو بعض تو اس میں بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں اور جو بچ رہتے ہیں انکی بھی روحانی صحت میں فرق آ جاتا ہے۔ سو یہی حال اب ہو رہا ہے اکثر ہیں جو کھلے طور پر بے حیائیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ تقویٰ اور طہارت سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں اور جو کسی طور پر دیندار کہلاتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ کتاب و سنت سے الگ ہو رہے ہیں اپنے خیال اور رائے سے جو جی میں آتا ہے کر گذرتے ہیں اور حقیقت اور مغز کو چھوڑ کر پوست اور ہڈیوں کو لیے بیٹھے ہیں اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک عذاب بھیجا ہے کیونکہ وہ ایسی حالت میں قیامت سے پہلے اسی دنیا کو قیامت بنا دیتا ہے اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ زندگی قیامت کا نمونہ ہو جاتی ہے۔ اور اب یہ وہی دن ہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں سچائی سے بجائے محبت کے بغض کیا جاتا ہے اور عملی حالتیں خراب ہو چکی ہیں غلط اعتقادات پر ایسا زور دیا گیا ہے کہ حد اعتدال سے بہت تجاوز ہو گیا ہے اور اس حالت پر پہونچ گیا ہے جسکو انتہا کہتے ہیں۔ ساری قوموں کو دیکھو کہ تیرہ سو برس سے بالکل خاموش اور چپ چاپ تھے اگرچہ اسلام کے ساتھ انکی لڑائیاں بھی ہوتی رہیں مگر وہ شوخیاں اور شرارتیں جو اب اسلام کے استیصال اور نابود کرنے کے واسطے کی جاتی ہیں نہیں کی جاتی تھیں اور وہ مذہبی زور شور تھا جو آج ہے۔ پچاس برس پہلے اگر ان کتابوں کو تلاش کریں جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھیں تو شاید ایک بھی نہ ملے۔ لیکن اب اسقدر کتابیں اخبارات اور رسالے۔ اشتہارات نکلتے ہیں کہ اگر انکو جمع کیا جاوے تو ایک پہاڑ بن جاوے

بعض یہ ہے جیسا نبیوں کے کئی کئی لاکھ
تبع سمجھتے ہیں جن میں ایک عاجز انسان کو
خدا بنایا گیا ہے۔ ایسا مجدد مصلح اور پاک
رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو ایسے وقت آیا
جبکہ دنیا نجاست سے بھری ہوئی تھی۔ اس
وقت آپ نے دنیا کو پاک صاف کیا اور
اس مردہ عالم کو زندہ کیا اُسکی پاک شان
میں وہ فحش گالیاں دیجاتی ہیں جو ایک
لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر میں سے کبھی کسیکو
نہیں دیگئیں۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ ان کم بختوں نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو نشانہ بنایا ہے۔
ایک عاجز ابن آدم کو خدا بنایا جاتا ہے
اور بد عملی کو بیبیائی اور جرأت سے کیا جاتا
ہے۔ ام الخبائث (شراب) پانی کی طرح
پی جاتی ہے۔ مگر اسپر بھی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جیسے پاک و مطہر انسان کی پاک
ذات پر حملے کرنے کے لیے زباں کشائی کرتے
ہیں۔ ان کے ملکوں میں جاکر اگر کوئی عفت
اور پارسائی کا نمونہ دیکھنا چاہے تو اسے
معلوم ہوگا کہ کفارہ نے کیا کیا برکات انپر
نازل ہوئے ہیں۔ جو بڑے مہذب کہلاتے
ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ ہمہ تن دنیا
ہی کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ایسے
سرنگوں دنیا کے سامنے ہوئے ہیں کہ انہوں
نے دنیا ہی کو خدا سمجھ لیا ہے ان کے نزدیک
ان شاء اللہ کہنا بھی ہنسی کی بات ہے
اور ان کے اثر سے ہزاروں لاکھوں انسان
تباہ ہو رہے ہیں۔ اور توجہ اِلَی اللہ اور
خدا تعالے پر بھروسہ کرنا خطرناک غلطی اور
حماقت ہے باوجودیکہ یہ حالت ان لوگوں کی
ہو چکی ہے لیکن اسلام کے استیصال کے
لیے وہ لاکھوں کروڑوں روپیہ پانی کی طرح
بہا رہے ہیں مگر یاد رکھو کہ

اسلام ان کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا اسکا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے

اب اسلام کی اندرونی حالت دیکھو فیض کا
چشمہ علماء تھے مگر انکی حالت ایسی قابل رحم
ہو گئی ہے کہ اسکے بیان کرنے سے بھی شرم
آجاتی ہے۔ جس غلطی پر کوئی اڑ گیا ہے اور
کچھ اُسکے مُنہ سے نکل گیا ہے ممکن نہیں کہ وہ
اُسے چھوڑ دے۔ اس غلطی کو جسنے ظاہر کیا
جھٹ پٹ اُسے کافر اور دجال کا خطاب مِلگیا
حالانکہ صادق اور راستباز کی یہ عادت
ہوتی ہے کہ جہاں اسے کسی اپنی غلطی کا پتہ لگا
وہ اُسے وہیں چھوڑ دیتا ہے اسے ضد اور
اصرار اپنی غلطی پر نہیں ہوتا۔ مختلف فرقہ
بندیاں۔ باہمی تکفیر قرآن اور اسلام سے
بیخبری صاف طور پر انکی حالت کو بتا رہی ہے
جو باتیں صرف دنیا تک ہیں انکی سزا اور تاثیر بھی
دنیا ہی تک محدود ہے مگر جو امور عاقبت کے
متعلق ہیں۔ اُن میں اگر سستی اور بے پروائی
کی جاوے تو اسکا نتیجہ جہنم ہوتا ہے۔

میں بعض وقت ان لوگوں کی حالت دیکھکر
سخت حیران ہو جاتا ہوں اور خیال گذرتا ہے
کہ ان لوگوں کو اللہ تعالے پر یقین نہیں
ورنہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ آیات
ونشانات دیکھتے ہیں ہم دلائل پیش کرتے
ہیں مگر انپر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ مومن
کے سامنے اگر اللہ تعالے کا کلام پیش کیا جاوے
وہ فوراً ڈر جاتا ہے اور جرات سے اسکی
تکذیب پر لب کشائی نہیں کرتا مگر انکی
عجب حالت ہے کہ ہم اپنی تائید میں سب سے
اول قرآن پیش کرتے ہیں کہ

خدا نے مجھے مامور کیا ہے

اور پھر اپنی تائید دعوے میں ہم آیات قرآنیہ
پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں سے انکار
کرتے ہیں۔ اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی شہادت پیش کرتے ہیں اس
سے بھی ترساں ہو جاتے مگر اس کا بھی کچھ
اثر نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے نشان دیکھتے
ہیں مگر تکذیب کرتے ہیں عقلی دلائل کا اثر
نہیں غرض جو طریق ایک راست باز کی
شناخت کے ہو سکتے ہیں وہ سب پیش کیے
جاتے ہیں لیکن ایک بھی نہیں مانتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قصہ
لکھا ہے کہ وہ ایک مرتبہ بھاگتے جاتے تھے
کسی نے پوچھا کہ کیوں بھاگتے جاتے ہو کہ
اُنھوں نے کہا کہ جاہلوں سے بھاگتا ہوں۔
اُس نے کہا کہ انپر وہ اسم اعظم کیوں نہیں
پھونکتے۔ انھوں نے کہا کہ وہ اسم اعظم بھی
انپر اثر نہیں کرتا۔

حقیقت میں جہالت بھی ایک خطرناک
موت ہے مگر یہاں تو سمجھ میں نہیں آتا
کہ یہ کیسا جہل ہے قرآن پڑھتے ہیں تفسیریں
کرتے ہیں حدیثیں سند رکھتے ہیں۔ مگر
جب ہم پیش کرتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں
یہ نہ خود مانتے ہیں اور نہ اوروں کو ماننے
دیتے ہیں۔

یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ انسان کی ہستی
کی غرض وغایت کو بالکل بھلا دیا ہے خود خدا
انسانی خلقت کی غرض یہ بتاتا ہے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

مگر آج عبودیت سے نکلکر نادان انسان
خود خدا بننا چاہتا ہے اور وہ صدق وفا
راستی اور تقوی جسکو خدا چاہتا ہے
بازار میں کھڑے ہو کر اگر نظر کی جاوے
تو صدہا آدمی ادھر سے آتے اُدھر جاتے
ہیں لیکن انکی غرض اور مقصد محض دنیا ہے

رفع وہم خدا تعالے اس سے تو منع
نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں
کام نہ کرے مگر بات یہ ہے
کہ دنیا کے لیے نہ کرے بلکہ دین کے لیے کرے
تو وہ موجب برکات ہو جاتا ہے مثلاً خدا
تعالے خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک
سلوک کرو عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی
اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو
فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکم
الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات
ہیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں
وہ محض دنیا کے لیے کرتے ہیں محبت دنیا
ان سے کراتی ہے خدا کے واسطے نہیں کرتے
اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے
کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا
پر نظر کرکے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو
جاوے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ
ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ
تعالے قادر ہے کہ ذکریا کیطرح اولاد
دیدے مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر
اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے
یا اور ملک ہے وہ اس کا وارث ہو اور
کوئی شریک اسکو نہ لے جاوے + مگر وہ
اتنا نہیں سوچتے کہ کم بخت جب تو مر گیا
تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے
سب برابر ہیں + میں نے بہت سے لوگ
ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو
کہ اولاد ہو جاوے جو اس جائداد کی وارث
ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے [بعد] کوئی
شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جاوے
خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت
اسلام کی رہ گئی ہے۔ برخلاف اس کے
مومن اگر مکان بناتا ہے تو اس میں بھی
اسکی نیت دین ہی کی ہوتی ہے۔ یا اس
خوراک اس کا جو نا غرض ہر کام دین
ہی کے واسطے ہوتا ہے۔ وہ خوراک
کھاتا ہے مگر موٹا ہونے کے واسطے نہیں
بلکہ اسطرح جیسے یکہ بان کچھ دور جاکر اپنے
ٹٹو کو نہاری اور خوراک دیتے ہیں تاکہ
وہ اگلی منزل چلنے کے واسطے طیار ہو جاوے
اور دم نہ نکل جاوے۔ مومن کی غرض بھی
خوراک سے یہی ہوتی ہے۔ کیونکہ نفس کا
بھی تو ایک حق ہوتا ہے اور اہل وعیال
کا بھی اور پھر خدا تعالے کا حق الگ ہے
اگر نفس کے حق کی رعایت نہ ہو تو پھر وہ مجبور
[illegible] کہ مومن کی
غرض ہر آسائش ہر قول و فعل حرکت و سکون
سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقع ہو مگر وہ
اصل عبادت ہوتی ہے + بہت سے کام
ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے
مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے لیکن
اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت
کا طوق ہو جاتی ہے جو مومنوں کو کُلُوا
وَاشْرَبُوا کا حکم دیا اور جو خدا کے لیے
نماز نہیں پڑھتے اُنکو

وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ فرمایا

كُلُوا ایک امر ہے جب مومن اسکو امر
سمجھکر بجالاوے تو اس کا ثواب ہوگا اسی طرح
عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ امر کی بجاآوری
سے ثواب ہوتا ہے لیکن اگر ریاکاری کی نماز بھی
ہوا کرے تو پھر اسکے لیے ویل ہے۔

اسوقت اسلام جس چیز کا نام ہے اسمیں فرق
آگیا ہے تمام اخلاق ذمیمہ بھر گئے ہیں اور وہ
اخلاص جس کا ذکر مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ میں ہوا
ہے آسمان پر اُٹھ گیا ہے

خدا کے ساتھ صدق وفاداری اخلاص
محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہو گئے ہیں
اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سر
سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔ وہ خدا جو
ہمیشہ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کرتا
ہے اُس نے ارادہ کیا ہے اور اسکے لیے کئی
راہیں اختیار کی گئی ہیں ایکطرف مامور کو
بھیجا ہے جو نرم الفاظ میں دعوت کرے
اور لوگوں کو ہدایت کرے دوسری طرف علوم
وفنون کی ترقی ہے اور عقل آتی جاتی ہے یہ
وہ وحشیانہ حالت سکھوں کے زمانہ کیسی نہیں
رہی اور لوگ سمجھنے لگے ہیں۔

ایک طرف اتمام حجت کے لیے آسمانی نشان
ظاہر کر رہا ہے چنانچہ جب کتاب نزول المسیح چھپکر
شائع ہوگی اُسوقت سب کو پتہ لگ جاوے گا
کیونکہ اسمیں ڈیڑھ سو کے قریب ایسے نشان
لکھے ہیں جن کے ہزاروں لاکھوں گواہ موجود
ہیں۔ اسیطرح قہری نشانات کا سلسلہ بھی
رکھا گیا ہے جنہیں سے طاعون کا بھی ایک
نشان ہے جو اب جو اس شدت سے پھیل
رہی ہے کہ کبھی گذشتہ نسلوں نے نہ دیکھی ہوگی
اور بہت سے لوگ ہیں جو ان نشانات اور
آیات سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں کوئی دن
نہیں جاتا کہ لوگ بذریعہ خطوط یا خود حاضر
ہو کر داخل بیعت نہیں ہوتے اگرچہ دنیا
میں فسق وفجور اور شوخی و آزادی خود
روی بہت بڑھ گئی ہوئی ہے تاہم یہ لوگ
جو ہمارے سلسلہ میں آتے ہیں یہ بھی اسی
جماعت میں سے نکل کر آتے ہیں جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ سعید بھی انہیں میں سے
ہوتے ہیں + خدا تعالے ان لوگوں کو نکال
لے گا اور ان کو بچا لے گا۔ اور کچھ طاعون
کا نشانہ ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر دنیا کا
انجام ہوگا۔ اور اتمام حجت ہوگی۔